عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۳۱

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہمسفر
ابوبکر ابوبکرؓ

یوم سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے ملک میں عام تعطیل کی جائے

جنگِ یمامہ

جھوٹے مدعیان نبوت اور فتنہ ارتداد کے خلاف سب سے پہلی جنگ

متنبی قادیان مرزا قادیانی کے پیدا کردہ فتنہ قادیانیت پاکستان میں کے انسداد کا ایک ہی علاج سنت صدیقیؓ کو زندہ کیا جائے

خروج خلافت بعد پیغمبر صدیق اکبرؓ را امیدا مهبر

(پنجابی نظم)

امیر المومنین، خلیفۂ اول، جانشین رسول، محافظ ختم نبوت

سیدنا ابوبکر صدیقؓ

ثانی اسلام، ثانی غار، ثانی بدر، ثانی قبر

آپ کے مسائل

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

بینک کی ملازمت

طاہر شہزاد ــــــ سکھر

س:۔ گھر کا ہر فرد صوم وصلوٰۃ کا پابند ہیں پورا گھرانہ نماز روزہ سے لیکر ہر نیک عمل کرتے ہیں گھر میں ٹیپ وی سی آر اور سلائڈ وی کا داخلہ اور دیکھنا بالکل منع ہے یعنی ناممکن ہے۔ ہمارے والد کا پرانے کپڑے کی تجارت کا کاروبار ہے۔ جس میں وہ پوری دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا ایک بھائی بینک میں ملازم ہے جو کہ حج کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے بہت محنت سے ۵ سال کی تگ و دو کے بعد مجھے یعنی چھوٹے بھائی کو ملازمت لے کر دی ہے ہمارے والد بینک کی کمائی کو سود کی کمائی کہتے ہیں۔ ہم بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔ ہمارے صاحب اپنے محلے کی مسجد کے صدر (کمیٹی) ہیں اور کبھی امام صاحب کے غیر حاضر ہونے پر مسجد کی امامت بھی کرتے ہیں آپ کے بیشتر سوالات کے جوابات میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ سودی، بینک کی کمائی حرام ہے۔ ہمارے والد صاحب کا کہنا ہے کہ اگر ۱۵ یا ۲۰ فیصد سود کی کمائی حلال کمائی (محنت مزدوری کی کمائی) میں شامل ہو جائے تو حرام کمائی کے اثرات کم ہو جاتے ہیں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ اگر دن میں متعدد بار استغفراللہ کا ورد کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے غصہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ہم دونوں بھائیوں کی کل تنخواہ ۴۰۰۰ ہزار ہے۔

جناب مولانا صاحب میں اس وقت بہت ہی اذیت میں مبتلا ہوں۔ وہ ایسے کہ بہت سے لوگوں نے مجھے اس نوکری کے بارے میں برائیاں گنوا کر بہت سے نازیبا الفاظ کہے ہیں جبکہ ان کے گھروں میں ٹی وی وی سی آر میں بہت گندی اور فحش فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ سال میں صرف رمضان شریف میں نماز ادا کرتے ہیں اور خود ایسے محکمے میں ملازمت کرتے ہیں کہ جنکی تنخواہ سے وہ صرف اپنی سگریٹ کے اخراجات پورے کرتے ہیں باقی گھر کا خرچ سب ناجائز طریقے سے۔ گھر میں کوئی پردہ نہیں اور ایسی ایسی گالیاں بکتے ہیں کہ قریب سے گزرنے والا بھی اپنی سماعت پہ یقین نہ کرے کہ اپنے گھر والوں کو یہ فحش الفاظ کہہ رہا ہے۔ ہم جب بھی اپنے کسی عزیز یا کسی قریبی دوست کے ساتھ ہونگے یہ صاحب سامنے آتے ہی کہتے ہیں، باپ حاجی نمازی اور پرہیزگار ہے اور بیٹے سود کی کمائی گھر میں لاتے ہیں۔ باپ دھکے دیکر گھر سے نکال کیوں نہیں دیتا۔ جب سے انکے باپ نے مسجد میں نماز پڑھانے کی ذمہ داری لی ہے۔ میں اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتا کیونکہ نماز نہیں ہوتی) اور کچھ گالیاں میرے محترم والد کو دیکر چلے جاتے ہیں۔ اور ہر بار یہ ایسا ہی کرتے ہیں یہ باتیں سن کر میں برداشت کر گیا کیوں کہ میں ان صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں یہ ہمارے والد صاحب کی عمر سے بھی زیادہ ہیں۔ پیارے مولانا صاحب آپ کو اللہ تعالیٰ اور ان کے حبیب سرورِ کونین کا واسطہ ہے آپ یہ بتائیں کہ کیا کوئی دوسرا شخص ہماری قبر کا عذاب لے گا۔ آپ شریعت کی رُو سے یہ بتائیں کہ ہم کہاں تک گنہگار ہیں۔ ہاں بینک کی کمائی کے ہم گنہگار ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ہم اس کے علاوہ کوئی اور کام میں نہیں ہیں اور ان لوگوں کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے جو دنیا جہاں کے لوفر مشٹرکانہ کام اور نہایت دائرہ اسلام سے خارج کام میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ہر وقت خوش رہتے ہیں۔ مولانا صاحب آپ یہ مسئلہ اپنے کالم میں ضرور شائع کیجئے گا تاکہ اور بہت سے لوگ فائدہ حاصل کریں اور برے لوگوں سے اجتناب کریں۔

ج:۔ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ان کا منہ نہیں پکڑا جاسکتا، بینک کی نوکری کو آپ خود بھی حرام سمجھتے ہیں اس لئے کوشش کریں کہ کوئی اور پاک اور حلال روزگار میسر آجائے اس کے لئے بھی دعا کرتے رہیں اور جب تک اور ملازمت کا بندوبست نہیں ہو جاتا آپ اپنی تنخواہ کے برابر رقم کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر پر خرچ کیا کریں اور بینک کی تنخواہ اس کو قرض ادا کرنے کے لئے دیدیا کریں اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار بھی کرتے رہیں۔

باقی صفحہ

اہلِ ایماں آگئے

جانباز مرزا

کفر کو آواز دو کہ اہلِ ایماں آگئے!
بتکدے میں پھر سے کعبے کے نگہباں آگئے

توڑ کر کنجِ قفس کو پھر اسیرانِ بلا!
دیکھنے اپنی خزاں اہلِ بہاراں آگئے

دھجیاں جن کی اڑی تھیں عقل تھی جن سے خفا
اے جنونِ شوق وہ چاکِ گریباں آگئے

ہے صنم گاہوں میں ہنگامہ فضاؤں میں شور ہے
سر بکف ہو کر پرستارانِ یزداں آگئے

پھر سے آئے گا تمہیں صحرا نوردی میں مزا
قافلے والو! مبارک ہو حُدی خواں آگئے

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

۱۰ تا ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۱ تا ... جنوری ۱۹۹۱ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ۔۔۔۔۔ ۲
۲۔ مدحِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (نظم) ۔۔۔۔۔ ۳
۳۔ یومِ صدیق اکبرؓ پر عام تعطیل کی جائے (اداریہ) ۔۔۔۔۔ ۵
۴۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت قرآن و حدیث کی روشنی میں ۔۔۔۔۔ ۶
۵۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا عہدِ خلافت ۔۔۔۔۔ ۱۰
۶۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی مکی زندگی ۔۔۔۔۔ ۱۲
۷۔ خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ ۔۔۔۔۔ ۱۳
۸۔ صدیق اکبرؓ کا پہلا خطبہ (نظم) ۔۔۔۔۔ ۱۴
۹۔ ثانی بدر، ثانی قبر، ابوبکرؓ ابوبکرؓ ۔۔۔۔۔ ۱۶
۱۰۔ جنگ یمامہ ۔۔۔۔۔ ۱۹
۱۱۔ عیار گرگٹ (نظم) ۔۔۔۔۔ ۲۱
۱۲۔ ختم نبوت اور اجماع امت ۔۔۔۔۔ ۲۲
۱۳۔ اخبار ختم نبوت ۔۔۔۔۔ ۲۳
۱۴۔ جینز ایک رسم ۔۔۔۔۔ ۲۵
۱۵۔ تقویٰ ۔۔۔۔۔ ۲۶

پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا ۔ طابع: سید شاہد حسن ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ مقام اشاعت: ۱۳ ... نیو ٹاؤن کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلسِ ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۷۸۰۳۳۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

مدحِ سیدنا صدیق اکبرؓ

ڈاکٹر سید طفیل احمد مدنی — منہاج پور، آلہ آباد

سامنے جب سے کسی کا چہرۂ انور نہیں
ہم کو حاصل وجہِ تسکینِ دلِ مضطر نہیں

یوں تو صدیقین میں بدری صحابہ ہیں سبھی
ماسوا بوبکرؓ لیکن کوئی بھی اکبر نہیں

جانے کیوں آتی نہیں مدت سے دل کو یادِ دوست
اس لئے ماحول میں خوشبوئے جاں پرور نہیں

آیتِ قرآں "اُولوالفضل منکم" ہے گواہ
فضل میں صدیق اکبر سے کوئی بڑھ کر نہیں

ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ہے فضائے دہر پر
آسمانِ رشد پر مہر و مہ و اختر نہیں

منتخب کر کے نبیؐ نے اپنی ہجرت کا رفیق
کہہ دیا گویا کوئی صدیقؓ سے بہتر نہیں

ہو رہا ہے منتشر شیرازۂ دینِ مبیں
اہلِ دل حیراں ہیں کوئی ہادی و رہبر نہیں

کس نے سمجھا تھا بجز اس کے نبوت کا مزاج
گلشنِ اسلام میں اس جیسا دیدہ ور نہیں

ارتداد و رفض و بدعت کا ہے ہر جانب ہجوم
اور مقابل میں کسی صدیقؓ کا لشکر نہیں

یہ حقیقت ہے کہ عشاقِ رسول اللہ میں
عظمت و کردار کا ایسا حسیں پیکر نہیں

مٹ رہے ہیں ذہنِ امت سے عزیمت کے نقوش
اس لئے کہ قوم کو حالِ سلف ازبر نہیں

مرتدوں کو ختم کرنا بس اسی کا کام تھا
کارنامہ دیں میں اس سے کوئی بڑھ کر نہیں

انتہا یہ کر نہیں ہے یاد وہ بطلِ جلیل
انبیاء کے بعد جس سے کوئی بھی برتر نہیں

راہِ حق میں دینے والے تو بہت ہیں اے طفیلؔ
اپنا سب کچھ دے دے جو اس سے کوئی بہتر نہیں

یعنی وہ صدیقؓ جو امت کا پہلا سنگِ میل
شاہراہِ دیں پہ جس کا ثانی و ہمسر نہیں

دے دیا صدیقؓ نے لا کر سبھی کچھ کہہ کے یہ
مجھ کو کافی ہیں نبیؐ کچھ حاجتِ دیگر نہیں

دل کا تو میرے یہ عالم ہے بہ توفیقِ خدا
جس سے ارفع اور اعلیٰ دوسرے کا در نہیں

تھا وہی تو غار میں جب کہہ رہے تھے نبیؐ
رب ہمارے ساتھ ہے صدیقؓ کوئی ڈر نہیں

الفتِ صدیقؓ اکبر کی شرابِ خوشگوار
پی رہا ہے مستقل گو ہاتھ میں ساغر نہیں

بعد مرنے کے بھی پائی اس رفیقِ غار نے
وہ جگہ جس سے میاں کوئی جگہ بہتر نہیں

اس لئے مجھ کو ہے ضد ہو ذکر اس کا برملا
اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر یہ میرا سر نہیں

سو رہا ہے آج بھی وہ زیرِ پائے مصطفیٰؐ
دیکھ لو جا کر مدینے میں اگر باور نہیں

مدحتِ صدیقؓ میں ہوتا نہ کیوں سرگرمِ کار
کیا مری دستار میں جبریل کا شہپر نہیں

میں بناتا دوست اپنا تو فقط بوبکرؓ کو
کیا یہ فرمانِ نبیؐ سب کی زبانوں پر نہیں

اے قلم میرے تسلسل کر چل ذرا تو بھی رقم
منقبت اس شخص کا جس کا کوئی ہمسر نہیں

بالیقیں جھوٹا ہے اس کا دعویٔ عشقِ رسولؐ
جس کے دل میں الفتِ صدیقؓ بھی مضمر نہیں

عظمتِ صدیقؓ سے منکر تو ہو گا بس وہی
جس کو تھوڑا سا بھی خوفِ داورِ محشر نہیں

جانشینانِ نبیؐ صدیقؓ و فاروقؓ و غنیؓ
اور پھر ان کے بعد کوئی ہمسرِ حیدرؓ نہیں

مصطفیٰؐ سے جیسے افضل کوئی پیغمبر نہیں
اہلِ امت میں کوئی بوبکرؓ سے برتر نہیں

ہے یہی ہم اہلِ حق کا مسلکِ واضح طفیلؔ
اہلِ امت میں کوئی ان چاروں سے بڑھ کر نہیں

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ملک میں عام تعطیل کی جائے

امیر المومنین، خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۲ جمادی الاولیٰ کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور آپؓ اپنے پیارے آقا تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

یوں تو سارے صحابہؓ راہ ہدایت کے ستارے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

"اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم او کما قال"

"میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں پس ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔"

اسی کو شاعر نے اس مصرع میں بڑے ہی خوبصورت انداز میں سمویا ہے ؎

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے ——— اور ہدایت نبی کے یاروں سے

لیکن تمام صحابہؓ میں خلفائے راشدین امیر المومنین خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ، امیر المومنین مراد رسولؐ سیدنا فاروق اعظمؓ، جامع القرآن امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورینؓ اور اسد اللہ الغالب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فضیلت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ حضور اکرمؐ نے ان کی سنت کو حسب فرمان:

"علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین"

اپنی سنت قرار دیا۔ پھر ان خلفائے کرام میں سیدنا صدیق اکبرؓ کا مرتبہ و مقام نہ صرف صحابہ کرام بلکہ تمام انبیاء کرام کے بعد پوری کائنات میں افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی لئے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان و مال سب کچھ اسلام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مسلمان ہونے کے بعد اپنے کو حضورؐ اور اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ یوں تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی پوری تاریخ ہی سنہرے کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ لیکن آنحضرتؐ کے دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد جس انداز سے فتنہ ارتداد و نفاق اور مانعین زکوٰۃ نے سر اٹھایا تو آپؓ نے ان کے مقابلے میں لشکر بھیج کر ان کا قلع قمع کر دیا۔ خصوصاً مسیلمہ کذاب مدعی نبوت اور دوسرے مدعیان نبوت نے اپنے گرد ایک لشکر کثیر جمع کر لیا تھا۔ جس کے خاتمے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ترتیب دے کر اس کی روانگی کا حکم فرمایا لیکن عین انہی دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبرؓ نے لشکر کی روانگی کا حکم دیا حالانکہ بعض صحابہؓ نے حضورؐ کے وصال کی وجہ سے لشکر کی روانگی روکنے کا مشورہ دیا تھا لیکن آپؓ نے صاف اور واضح لفظوں میں فرمایا کہ جس لشکر کی حضورؐ روانگی کا حکم دے چکے ہوں ابوبکرؓ اتنی جرأت نہیں کر سکتا کہ حضورؐ کی حکم عدولی کرے چنانچہ لشکر گیا اور جھوٹے مدعیان نبوت اور جملہ منکرین ختم نبوت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس لحاظ سے سیدنا ابوبکر صدیق اکبرؓ تحریک ختم نبوت کے بانی اور پہلے محافظ ختم نبوت قرار پائے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مصطفائی میں کسی کو شریک نہیں بننے دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ عمل آج ہر شمع ختم نبوت کے پروانے کے لئے مشعل راہ ہے ہر عاشق رسولؐ مسلمان خواہ وہ حکومت میں ہو یا نہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دے خصوصاً مسلمان کہلانے والے حکمرانوں پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سنت صدیقیؓ پر عمل پیرا ہوں اور ملک کے استحکام، امن کے قیام اور بقائے اہل اسلام کے لئے تلوار لیں اور مدعی نبوت مرزا قادیانی کے پیدا کردہ فتنۂ قادیانیت کا مکمل استیصال کریں۔

ہم یہ بھی عرض کر دیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق اکبرؓ کے اسلام اور امت مسلمہ پر اتنے احسانات ہیں کہ پوری امت ان کا احسان ادا نہیں کر سکتی۔ افسوس کہ آج اس عظیم ہستی پر بہتان کیچڑ اچھالا جا رہا ہے اور انہیں تحریر و تقریر کے ذریعہ گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور سر عام تبرا کیا جاتا ہے کوئی بھی حکومت اس مسئلہ میں کوئی قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا کوئی موثر قانون موجود ہے کہ جس کے ذریعہ اس سر عام تبرا بازی اور دشنام طرازی کو روکا جائے۔

بہر حال ہماری موجودہ حکومت سے گذارش ہے کہ

۱۔ جس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت، قائد اعظم محمد علی جناحؒ، شہید ملت لیاقت علی خانؒ، مفکر پاکستان علامہ اقبال کے ایام پر عام تعطیل کی جاتی ہے تو اسلام کے اولین محسنوں یعنی خلفائے راشدین کے ایام بھی سرکاری طور پر منانے چاہئیں۔ اور ان دنوں میں عام تعطیل کا اعلان کیا جانا چاہئے۔

۲۔ ۲۲ جمادی الآخری کو سیدنا خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا یوم وصال ہے۔ خلفائے راشدینؓ کے ایام کی تعطیلات کا اعلان سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یوم وصال سے کیا جائے ہمیں امید ہے کہ حکومت کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے اس طرف فوری توجہ دے گی۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ

اوصافِ حمیدہ — رفاقتِ رسول اللہؐ

سفرِ ہجرت — مدنی رفاقت

سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت احادیثِ نبویؐ کی روشنی میں

تحریر: فتح محمد نمائندہ

آپ کا اسم گرامی عبداللہ، کنیت ابوبکر اور لقب عتیق ہے۔ نسب کے لحاظ سے آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ بن کعب کی اولاد ہیں۔ آپ کے والد کا نام ابی قحافہ اور والدہ کا نام ام خیر سلمیٰ ہے آپ کی والدہ ابی قحافہ کے چچا کی بیٹی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ابوبکرؓ سے فرمایا تم دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیئے گئے ہو۔ اسی دن سے آپ کا لقب عتیق پڑ گیا ہے، ابوبکرؓ کی کنیت اس لئے پڑی تھی آپ اونٹوں کے علاج معالجہ کے لئے قریش میں مشہور تھے، آپ مسلمانوں کے واحد شخص تھے جنہوں نے واقعہ معراج کی نہ صرف بلا کسی شک و شبہ تصدیق کی بلکہ فرمایا کہ میں آپؐ کی اس سے بھی زیادہ حیران کن بات کی تصدیق کرنے کو تیار ہوں اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو صدیق کا خطاب دیا۔

حضرت ابوبکرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوانی کے ساتھی تھے خانہ کعبہ کے قریب ہی میں حضورؐ کا مکان حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے تھوڑے دور تھا حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا تو آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے محلہ میں منتقل ہوگئے جہاں صبح و شام آپ کا ابوبکرؓ سے ملنا جلنا رہتا تھا۔ یہ رفاقت اس بات کی بھی غماز ہے کہ اچھے لوگ اچھوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔ تجارت کے سلسلے میں ملک شام کے سفر میں دونوں کا ساتھ رہا، اسی قسم کے ایک سفر میں حضرت ابوبکرؓ کو ایک عیسائی راہب نے ایک خوشخبری سنائی کہ عنقریب مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہو گا اور تمہیں دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ تم بھی اس کے نائب ہو گے۔ چنانچہ جب چالیس سال کی عمر میں حضور اکرمؐ نے اپنی بعثت کی بات کی تو ابوبکرؓ قریش کے پہلے مالدار اور بااثر شخص تھے جنہوں نے اس سچائی کی بلا تامل تصدیق کی اس پر حضورؐ نے لوگوں پر انکشاف کیا کہ بعثت کے بعد جس سے بھی میں نے اپنی نبوت کی بات کی اس نے ابتداءً کچھ نہ کچھ تردد اور تامل کا اظہار کیا لیکن ابوبکرؓ واحد وہ شخص تھے جنہوں نے بلا تامل میری نبوت کی تصدیق کی۔

اوصافِ حمیدہ

زمانہ جاہلیت میں ابوبکرؓ کا شمار سرداران قریش میں ہوتا تھا قوم میں صاحب عزت و آبرو تھے۔ قوم کی طرف سے مجرموں پر دیت اور ضمان متعین کرتے تو قریش اسے تسلیم کرتے اور ان کی اور ان کے نائب دیت کردہ دیت کو بخوشی جاری کر دیتے۔ دوسرے کسی کی عائد کردہ دیت کو وہ تسلیم نہیں کرتے تھے آپ ایک متمول تاجر تھے، آپ نہایت کریم النفس شائستہ اور خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے اعلیٰ گفتار و کردار کے مالک تھے۔ عقل سلیم کے مالک اور بڑے صاحب الرائے تھے۔ مروت اور احسان کا مجسمہ تھے انتہائی رحم دل تھے، صلہ رحمی کرتے، بڑے مہمان نواز تھے، ایک فصیح مقرر تھے، اسلام سے پہلے سے ہی خود پر شراب حرام کر لی تھی، آپ نے کبھی اشعار نہ کہے، منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ آپ محلے والوں کی بکریوں کا دودھ مفت دوہتے، جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو ایک لڑکی نے کہا "اب میری بکریاں کون دوہا کرے گا" آپ نے فرمایا "میں تازیست تیری بکریاں دوہا کروں گا"۔

امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ نے یہ تطبیق سب سے پہلے دی کہ مردوں میں حضرت ابوبکرؓ، خواتین میں ام المومنین حضرت خدیجہؓ لڑکوں میں حضرت علیؓ آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ اور غلاموں میں حضرت بلالؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔

رفاقتِ رسول اللہؐ

علماء کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لانے کے دن سے لے کر رحلتِ سرورِ عالمؐ تک اپنے سفر و حضر میں ہمیشہ آپؐ کے ساتھ رہے، البتہ بعض موقعوں پر صرف جہاد اور حج کے لئے باجازت آپؐ سے جدا ہوئے، ہر وقت ہر حال میں آپؐ کے ساتھ رہا کرتے تھے، آپ نے اہل و عیال کو مکہ میں چھوڑ کر اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے حضورؐ کے ساتھ نامساعد حالات میں ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حضورؐ کا غار کا ساتھی قرار دیا ارشاد ہے۔

ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا

(جب دونوں غار میں تھے تو ابوبکرؓ آپ کے دوسرے تھے اور حضرت پیغمبرؐ اپنے ساتھی کو تسلی دے رہے تھے کہ رنجیدہ نہ ہونا بالیقین اللہ ہمارے ساتھ ہے۔)

آپ غزوات بدر، احد، خندق، بیعت رضوان، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف، تبوک اور حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے ایک مرتبہ حضورؐ کعبہ کے پاس عبادت فرما رہے تھے کہ عقبہ بن معیط نے آ کر اچانک آپؐ کا گلا دبا دیا، حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو اس حملے سے نجات دلائی اور کہا "کیا تم ایک ہستی کو ہلاک کر ڈالنا چاہتے ہو جو یہ اعلان کرتی ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ پروردگار اللہ کی طرف سے کھلی نشانیاں لے کر آیا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں دنیا میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو اپنا دوست بناتا۔

سفرِ ہجرت

جناب ابو طالب اور سیدہ خدیجہؓ کی اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ سچے رفیق ثابت ہوئے۔ ابن سعدؒ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ابوبکرؓ کے یہاں آتے تھے انہوں نے ہر بات اور ہر معاملہ میں حضور کا ساتھ دیا اور کسی بھی مرحلہ پر آپؐ کو تکلیف نہ ہونے دی اور حضورؐ سے زیادہ سے زیادہ قریب ہونے اور غیریت کے پردے ختم کرنے کے لئے اپنی سب سے پیاری بیٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دے دیا آپ کے خلوص

اور وفاداری کا یہ رشتہ بہت بڑی شہادت ہے۔

آپ کی دوستی اور وفا کے کئی امتحانات ہوئے۔ ان میں سب سے بڑا امتحان تو ہجرت کی رات ہوا۔ یہ رات حضور اکرمؐ کے لیے سب سے بوجھل رات تھی۔ قریش کے سارے جُبے آپؐ کے قتل کا منصوبہ بنا چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دشمن کی اس سازش کی خبر دے دی۔ آپ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر رات کی تاریکی میں گھر سے نکل کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاں پہنچے اور انہیں دشمن کے اظہار کے ارادوں سے آگاہ کیا اور اپنے ہجرت کے فیصلہ کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے نہ صرف حضورؐ کا ساتھ دیا بلکہ دشمن کے ممکنہ تعاقب سے بچنے کے لئے بڑی احتیاط اور دانائی سے کام لے کر غار ثور میں پناہ لینے کی تجویز مرتب کی۔ اپنے بیٹے عبداللہ کو شام کو دشمن کی خبریں غار تک پہنچانے پر مامور کیا۔ اپنی بیٹی اسماءؓ کو کھانا پکا کر غار تک پہنچانے کو کہا۔ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ بکریاں چراتے غار تک لے آئے اور ظاہر کرے کہ وہ یونہی حسب معمول وہاں رات بسر کرنے والا ہے۔ اس انتظام کے بعد آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکان کی عقبی کھڑکی سے باہر نکلے اور احتیاط و رازداری کے ساتھ غار تک پہنچ گئے۔ ابن خلدون کی روایت ہے غار میں چھپنے کا راز حضرت ابوبکرؓ کے خاندان میں برابر تین دن اور تین راتیں محفوظ رہا اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور ان کے گھر والوں کی وفا اس مدت میں خوب خوب آزمائی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن نے تعاقب میں اپنی ناکامی تسلیم کی۔ الطبری جزء ۲ ص ۲۴۴ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ابوجہل حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچا اور سیدہ اسماءؓ سے یہ راز جاننے کی کوشش کی اور انہیں مارا بھی مگر سیدہ نے یہ راز ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب دشمن تعاقب میں ناکام رہا اور خاموش ہو بیٹھا تو ابوبکرؓ اپنے ایک حلیف عبداللہ بن اریقط کی راہ نمائی میں اپنے زر خرید اونٹ پر سوار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لمبی مسافت کے بعد مدینہ کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

ابن عساکر نے حضرت علیؓ کی زبانی لکھا ہے حضور نے فرمایا ابوبکرؓ پر اللہ تعالیٰ اپنی مہربانیاں کرے انہوں نے اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کی۔ دار الہجرت مدینے تک مجھے پہنچایا اور بلالؓ کو آزاد کرایا۔

مدنی رفاقت

مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں جب ایک اسلامی ریاست کا وجود عمل میں آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضورؐ کے نائب اور وزیر و مشیر کی حیثیت حاصل رہی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات اور ہر کام میں صائب مشورہ دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف آپ کی عزت کرتے بلکہ آپ کے منہ پر آپ کی تعریف کرتے اور دوسرے صحابہ کو آپ کے عظیم مرتبہ سے روشناس کراتے۔ عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ عہد رسالت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ فتویٰ دیا کرتے تھے اور صحابہؓ میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ شیخ ابو اسحاقؒ نے متعدد احادیث سے اپنی تصنیف طبقات میں استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہؓ میں سب سے بڑے عالم تھے کیونکہ جب کبھی صحابہؓ کسی مشکل کو حل نہ کر پاتے تو اس کا حل حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کر لیتے۔ اور پھر جب آپؓ کے جواب پر خوب غور و بحث کرتے تو مطمئن ہو جاتے اور آپؓ کے فیصلے کے مطابق عمل کرتے۔

امام مسلمؒ و بخاریؒ کا بیان ہے کہ ایک بار رسالتمآبؐ نے خطبہ کے دوران فرمایا اللہ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے دنیا میں رہے اور چاہے اللہ کے پاس چلا جائے۔ اس پر بندہ نے اللہ کے پاس جانا اختیار کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ زار و قطار رونے لگے اور فرمایا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ سامعین کو حضرت ابوبکرؓ کے رونے پر تعجب ہوا کیونکہ اس میں ایک بندہ کا ذکر تھا لیکن حضرت ابوبکرؓ کی فہم رسا نے سمجھ لیا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جس بندہ صاحب اختیار کا ذکر آپؐ نے خطبہ میں کیا تھا وہ آپؐ کی اپنی ہی ذات تھی۔

ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ تمام صحابہؓ میں زیادہ عالم قرآن تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تمام صحابیوں کا امام بنایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ قوم کی وہ شخص امامت کرے جو سب سے زیادہ قرآن کا علم جاننے والا ہو۔ امام نوویؒ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے اچھے حافظ قرآن تھے۔

ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں وہاں آپ کے سوائے کسی دوسرے کو امامت کا حق حاصل نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ سب سے زیادہ احکام رسالت سے واقف تھے کیونکہ آپ بعثت سے لے کر رحلت تک ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ کو احادیث خوب زبانی یاد تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نہایت سمجھدار تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگ فرط غم سے عقل سلیم کھو بیٹھے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے بہادر شخص نے شدت غم میں یہ کہہ دیا کہ جو یہ کہے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں، میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس نازک موقع پر حضرت ابوبکرؓ واحد شخص تھے جنہوں نے اپنے جذبات پر قابو رکھا اور عقل سلیم سے کام لیا۔ آپ نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی انک میت وانہم میتون اور لوگوں کو حقیقت حال قبول کرنے اور اللہ تعالیٰ پر انحصار کرنے اور اس عظیم ترین مصیبت کو برداشت کرنے کی راہ بتائی۔

حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ نے اس صلح کے بارے میں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے کہ ہم دنیا کو دین کے عوض کیوں چھوڑ دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جوابات سے آگاہ فرمایا۔ فاروق اعظمؓ نے بعد میں حضرت ابوبکرؓ سے ایسے ہی سوالات کئے تو آپ نے بھی وہی جوابات دیئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے۔ اس سے صدیق اکبرؓ کے علم کا اندازہ ہوتا ہے بخاری وغیرہ نے اسے تفصیل سے لکھا ہے۔

ابو سعید خدریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا مسجد میں کوئی کھڑکی نہ چھوڑی جائے سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت میں صحابہ کرام و سلف صالحین کے اقوال

ابن عساکر نے شعبیؒ کی زبانی لکھا ہے کہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو چار خصائل سے آراستہ کیا۔

اول یہ کہ ان کو صدیق کا خطاب بخشا۔

دوم یہ کہ آپ کا "ثانی اثنین اذ ھما فی الغار" فرما کر ذکر کیا۔

سوئم آپؓ کو ہجرت میں نبی کریم کا ساتھی بنایا۔

چہارم یہ کہ رسولؐ نے اپنی زندگی میں آپ کو کئی موقعوں پر مسلمانوں کا پیش امام مقرر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف جاتے ہوئے ابوبکر صدیقؓ کو نماز کی امامت تفویض فرمائی۔

۔ جنگ تبوک میں جب مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آ گئیں تو صدیق اکبرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا جائزہ لینا اور نماز کی امامت تفویض فرمائی۔

۔ دوران مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کئی وقت کی نماز میں امامت کا شرف بخشا گیا۔

حاکم نے ابن مسیبؓ کی زبانی لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اعلیٰ حضرت ابوبکرؓ تھے جن سے سرکار دو عالم ہر کام میں مشورہ فرماتے، اسلام، غار ثور، جنگ بدر میں سائبان کے نیچے اور قبر میں رسول اکرمؐ کے ساتھی ہیں، اور نبی کریمؐ آپ کو ہر مقام و محل میں سربلند فرماتے۔

بخاری نے جابرؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں۔

غزوہ بدر کے موقع پر سائبان قائم کیا گیا جہاں آنحضرتؐ کی نگہبانی کا بیڑہ حضرت ابوبکرؓ نے اٹھایا۔ دوران جنگ تلوار سونت کر ہر حملہ آور کو لپکتے رہے حضورؐ کو کوئی گزند نہ پہنچا، حضرت علیؓ نے اسی واقعہ کی بنا پر حضرت ابوبکرؓ کو سب سے زیادہ بہادر قرار دیا۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت علیؓ کی زبانی لکھا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے جس کام میں پیش قدمی کا ارادہ کیا اس میں حضرت ابوبکرؓ سبقت لے گئے۔ اوسط میں جحیفہ کے ذریعہ حضرت علی کا یہ بیان درج ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ ہی بہتر اور افضل ہیں کسی مسلمان کے دل میں میری محبت اور شیخین سے بغض اکٹھا نہیں رہ سکتے۔

فرزند حضرت علیؓ، محمد بن حنیفہ سے روایت کی بخاری نے میں نے والد محترم سے سوال کیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب میں کون افضل ہے فرمایا ابوبکرؓ، میں نے پھر پوچھا اس کے بعد فرمایا عمرؓ اور میں ڈرا کہیں عثمانؓ نہ کہہ دیں میں نے کہا کہ آپ بہتر ہیں؟ والد نے کہا میں نہیں ہوں مگر مسلمانوں میں سے ایک مرد۔ (روایت کیا ابو جحیفہ، نقطہ، نزال، ابن سبرہ اور حکم بن جحل وغیرہ نے)

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں لکھا ہے کہ علیؓ بن حسینؓ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ابوبکرؓ، عمرؓ کی اتنی ہی قدر و منزلت تھی جتنی کہ روز محشر میں رسالتمآبؐ کے ساتھ عزت و منزلت ہوگی۔

صدیق اکبرؓ کی فضیلت میں احادیث نبوی

عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اگر میں دوست پکڑتا تو ابوبکرؓ کو دوست پکڑتا لیکن ابوبکرؓ تو میرے بھائی ہیں اور میرے ساتھی اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھی کو دوست پکڑا ہے (مسلم)

جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ کہا کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ سے کسی معاملہ میں کلام کیا آپؐ نے حکم دیا کہ کسی دوسرے وقت میں آئے، اس عورت نے کہا اے اللہ کے رسول خبر دیجئے مجھ کو اگر آؤں میں اور آپؐ کو نہ پاؤں تو (جبیرؓ نے کہا گویا وہ عورت نہ پانے سے مراد لیتی تھی آپؐ کی موت کو) آپؐ نے فرمایا اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابوبکر صدیقؓ کے پاس آنا۔ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ)

۔ عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر بنا کر ذات السلاسل کی لڑائی میں بھیجا کہا میں حضرتؐ کے پاس آیا میں نے کہا کون زیادہ محبوب ہے آپ کو فرمایا عائشہؓ میں نے کہا مردوں میں سے فرمایا اس کا باپ میں نے کہا پھر کون فرمایا عمرؓ، حضرتؐ نے اور چند آدمیوں کو گنا میں خاموش ہوا۔ اس ڈر سے کہ کہیں میں آخر میں نہ آجاؤں۔ (متفق علیہ)

ابن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ابوبکرؓ کو فرمایا۔ تو میرا غار میں ساتھی ہے اور تو حوض کوثر پر بھی میرا ساتھی ہوگا۔ (ترمذی نے روایت کیا، مشکوٰۃ)

ابن عمرؓ سے روایت کی ہے ترمذی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا ہوں گا جن پر زمین پھٹے گی میرے بعد ابوبکرؓ پر ان کے بعد عمرؓ پر، پھر میں جنت البقیع کی طرف آؤں گا۔ (مشکوٰۃ)

ابن عساکر نے ابن یسارؒ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں جب پر ابوبکرؓ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ میں بھی کوئی ہے ارشاد عالی ہوا مبارک ہو تمام فضائل حسنہ تم میں موجود ہیں۔

ابن عساکر نے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ لکھا ہے جس وقت آیت ولو انا کتبنا علیہم نازل ہوئی تو ابوبکرؓ نے کہا، یا رسول اللہؐ! اگر آپ مجھے اپنے تئیں ہلاکت کا حکم دیتے تو میں فوراً خود کو ہلاک کر دیتا یہ سن کر ارشاد عالی ہوا ابوبکرؓ تم بالکل سچے ہو۔

ابن ابو حاتم اور ابو نعیم نے سعید بن جبیرؓ کی زبانی لکھا ہے کہ میں نے بارگاہ نبویؐ میں یہ آیت یا ایتھا النفس المطمئنۃ پڑھی تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بہت خوب ہے اس پر سرور عالمؐ نے فرمایا موت کے وقت بھی فرشتے یہی کہیں گے۔

عہد صدیقی کے اہم واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے دوران سات سو مجاہدین کا ایک لشکر اسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں شام کی جانب روانہ فرمایا۔ ابھی یہ لشکر مدینے سے ایک منزل ہی پہنچا تھا کہ حضور اکرمؐ خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپؐ کی وفات کی خبر سنتے ہی گرد و نواح کے قبائل مرتد ہونے لگے۔ صحابہ کرامؓ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر ابوبکر صدیقؓ کو مشورہ دیا کہ اسامہ کے لشکر کو طلب کرنا زیادہ مناسب ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا جس لشکر کو آقائے نامدارؐ نے روانہ کیا ہے اس کے اس پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دوں گا، جس کو آپؐ نے لہرایا، خواہ مجھے درندے کھسیٹیں۔ چنانچہ اسامہؓ کو مملکت روم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ لشکر اسامہؓ نے شام کے علاقہ میں فتوحات حاصل کر کے اور اسلام کو غالب کر کے صحیح و سالم واپس آیا۔ ابو ہریرہؓ نے اس واقعہ کو بیان کر کے قسم کھا کے کہا، اگر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ نہ ہوتے تو روئے زمین پر کوئی شخص اللہ کی عبادت کرتا نظر نہ آتا۔ یہ حقیقت ہے کہ صدیق اکبرؓ کا یہ جرأت مندانہ اقدام ان کے استقلال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی اور خلوص کا بہترین عملی مظاہرہ تھا جس سے اسلام کو قوت حاصل ہوئی۔

مانعین زکوٰۃ کا مسئلہ

حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رحلت پر کچھ عرب مرتد ہو گئے انہوں نے کہا ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے میں نے ابوبکرؓ سے کہا اے خلیفۂ رسول اللہؐ! تالیف قلوب کے لئے ان لوگوں پر رحم فرمائیے، صدیق اکبرؓ نے جواب دیا۔ اے عمرؓ! مجھے تم سے امداد کی توقع ہے تم یہ کمزوری کیوں دکھا رہے ہو زمانہ جاہلیت میں تو تم بڑے طاقتور تھے۔ زمانۂ اسلام میں سستی کیوں؟

جاؤ میں ان لوگوں کی کس طرح تالیف قلوب کروں، آیا باتیں بنا کر یا جادو کر کے۔ افسوس! سرور عالم ﷺ نے رحلت فرمائی اور وحی کا آنا بند ہو گیا۔ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کروں گا۔ چنانچہ مانعین زکوٰۃ سے جنگ کر کے اس فتنہ کو ختم کیا گیا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جیسے اکابر صحابہ اس موقع پر حوصلہ چھوڑ بیٹھے تھے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کی قوت ایمانی سے متاثر ہو کر نہ صرف یہ حضرات بلکہ تمام مہاجرین اور انصار نے حوصلہ پکڑا اور خلیفۂ رسول ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ اسامہؓ کے لشکر کے روانہ ہونے کے بعد مدینہ کے اطراف میں رہنے والے قبائل مدینہ پر چڑھ آئے تو اسلامی لشکر خلیفہ اول کی قیادت میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے القصہ پہنچا۔ اس موقع پر سیدنا علیؓ نے آگے بڑھ کر آپؓ کی سواری کی باگ پکڑ کر رو رو کر التجا کی جس کی دوسرے صحابہؓ نے بھی تائید کی۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین مدینہ لوٹ جایئے خدا نہ کرے آپ کی موت کا غم ہم پر مسلط ہوا تو اسلام کو ایک نظام کی حیثیت سے پھر کسی طرح اور کبھی حاصل نہ ہوگی۔

(امام مالکؒ، الدار قطنی بحوالہ ابن کثیر جلد ۶ ص ۳۱۶)

آپؓ نے حضرت علیؓ کے مشورہ کو قبول کیا اور فوج کو مختلف سالاروں کے تحت گیارہ حصوں میں بانٹ کر خالد بن ولیدؓ کو سب پر سربراہ مقرر کر کے مدینہ واپس آ گئے۔ ان سالاروں میں سیدنا علی المرتضیٰؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عمر بن الخطابؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔

(دار الدار قطنی اور امام مالک۔ ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کی نصرت جس کی بشارت سورۃ المائدہ میں دی گئی تھی بکمال پوری ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کی سربراہی میں قوم سرخرو ہوئی اور اسلام کو شوکت حاصل ہوئی۔

باغیوں اور مانعین زکوٰۃ سے بخوبی نمٹنے کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے جنگ کا منصوبہ بنایا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں ایک بڑا لشکر مسیلمہ کذاب جو قبیلہ بنی حنیفہ کا سردار تھا کے خلاف روانہ کیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں کیا تھا اور اس کی قوم نے اس کا ساتھ دیا تھا اور وہ اس کی نبوت کی تصدیق کرتی تھی۔ گھمسان کا رن پڑا، سینکڑوں صحابہؓ شہید ہوئے، بے شمار دشمن مارے گئے۔ مسیلمہ کذاب مارا گیا اور بچے کھچے مرتدین نے آخر کار ہتھیار ڈال دیئے، اور اسلام قبول کیا۔

دوسرا مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد اسدی کا طلیحہ اسدی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس جماعت کی طرف بھیجا جنگ میں اس کو شکست ہوئی۔ طلیحہ نے توبہ کر لی اور اسلام کی جنگ قادسیہ میں خوب کارنمایاں انجام دیئے۔ مدعیان نبوت، مانعین زکوٰۃ اور مرتدین کے فتنے کے ختم ہونے کے بعد پورے عرب میں ایک بار پھر اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ ان فتنوں کو دبانے کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دل میں جو ارادہ جہاد کار کنان قضا و قدر نے ڈالا وہ مشعل ایک چراغ کے ہے کہ جو اس کے سامنے آ جاتا تھا روشن ہو جاتا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں آمادہ جہاد ہو گئیں اور سب نے یکجان ہو کر اس سلسلہ میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تن من دھن سے کوشش کی۔

سورہ المائدہ کی آیتوں کے سبب نزول اور مصداق خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں جن کی سربراہی میں تمام اہل ایمان نے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ناساز گار حالات کا مقابلہ کیا اور آپؓ ہی کی تحریک پر مرتدوں اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ورنہ حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ ابتداء میں سب نہتے صحابہؓ اس لڑائی کو برا سمجھتے تھے۔ اور طعن کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبرؓ کے دل میں ارادہ راسخ پیدا نہ کیا ہوتا تو پھر اسلام کی شکل ہی (نعوذ باللہ) تبدیل ہو گئی ہوتی۔

سیدنا ابوبکرؓ نے اپنے ڈھائی سالہ دور خلافت میں نہ صرف مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے فتنے کو ختم کیا بلکہ اپنے حسن تدبر، معاملہ فہمی اور قوت ایمانی سے تمام انصار و مہاجرین کو یکجا کر کے ایک لڑی میں پرو دیا۔ داخلی امن و سکون کے سبب جب خلافت کو استحکام نصیب ہوا تو آپؓ نے ایران و روم کی استبدادی طاقتوں کے خلاف مسلمانوں کو آمادہ کیا جہاد پر۔ یہ دونوں طاقتیں ابھرتی ہوئی اسلامی طاقت کو ختم کرنے کے درپے تھیں چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق کی جانب اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو شام کی مہم پر روانہ فرمایا۔ دونوں محاذوں پر اسلامی لشکر کو طاقتور دشمن کے خلاف پے در پے کامیابیاں نصیب ہوئیں ان کوششوں سے اسلامی مملکت کی سرحدیں کسی حد تک محفوظ ہو گئیں۔ اور بعد کے ادوار میں یہی سلسلہ بڑھ کر ایشیا میں چین و ہندوستان تک افریقہ میں مصر سے لے کر مراکش تک اور یورپ میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ مشرق میں ویانا اور مغرب میں اسپین اور فرانس تک پہنچ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا امت مسلمہ پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپؓ نے اپنی رحلت سے پہلے جلیل القدر صحابہ کرام حضرات عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور اسید بن حضیرؓ سے مشورہ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین منتخب فرمایا۔ اس سلسلہ میں ایک وصیت نامہ لکھ کر حضرت عثمان غنیؓ کے سپرد کر دیا اور یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! میں نے تیرے بندوں میں بہترین شخص کو خلیفہ منتخب کیا ہے اور لوگو! جو کچھ میں نے کہا ہے اسے دوسروں تک پہنچا دینا، آخر میں عمر فاروقؓ کے حق میں دعا کی۔ اے اللہ تو عمرؓ کو خلفائے راشدین میں شامل کر۔ ابن سعد نے یسار بن حمزہؓ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت علیؓ اور دیگر تمام صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے اس فیصلے کو تسلیم کیا۔

یہ انتخاب صدیق اکبرؓ کی فراست، معاملہ فہمی اور امت مسلمہ کے اتفاق و یکجہتی سے گہرے لگاؤ کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے جو کاوشیں آپؓ نے کیں اور جو موقف اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کے ذیل میں جو نمایاں خدمات آپ نے انجام دی ہیں۔ وہ نہ صرف مجموعی طور پر آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک حضرت ابوبکرؓ کے نام کو ابدالآباد تک زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے کافی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول اسی کی عکاسی کرتا ہے۔

"جس نے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہے۔"

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مختصر علالت کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں جمعہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور پہلوئے نبوی ﷺ میں دفن کئے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

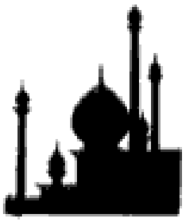

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا عہد خلافت

پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیابت و خلافت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند قدوس نے منتخب فرمایا تھا جب حضرت رسولؐ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت جبرائیل حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضورؐ نے انہیں واپس بھیجا کہ خدا تعالیٰ سے دریافت کرکے آؤ "میرے بعد میرا نائب کون ہوگا" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "نیابت و خلافت کا سزاوار صدیق سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوسکتا" الامر صدیق کامل میں لکھا ہے حضرت ابوبکر خلیفہ اول تھے کیونکہ وہ صدیق اول تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا زمانہ ۱۱ھ سے ۱۳ھ (۶۳۲ء-۶۳۴ء) تک صرف دو سال تین ماہ گیارہ روز پر مشتمل ہے۔ اس مختصر سی مدت میں آپ نے ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن پر تاریخ اسلام کو ناز ہے۔ میاں عبدالرشید نور بصیرت میں "خلیفۃ الرسولؐ" کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اگر سیدنا ابوبکرؓ کی بجائے کوئی اور شخص خلیفہ اول مقرر ہوتا۔ تو وہ ہرگز ان خطرناک حالات سے نبرد آزما نہ ہوسکتا جو حضور اکرمؐ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد پیش آئے۔

سب سے پہلے تو انصار کے ایک سردار سعد بن عبادہ خلافت کے امیدوار بن کر سامنے آئے انہوں نے حضور اکرمؐ کی تجہیز و تکفین کا بھی انتظار نہ کیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ۔ جو ان کے قبیلے کا چوپال تھا۔ میں انصار کا اجتماع کیا اور انہیں اس بات پر ابھارا کہ خلافت انصار کا حق ہے اور انصار میں سے وہ اس عہدہ جلیلہ کے اہل ہیں سعد انصار کے سابقون الاولون میں سے تھے۔ اپنے قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ بہادر اور فیاض تھے مگر اہل عرب کے ذہن قریش کے مقابلہ میں کسی اور کی سیادت قبول نہیں کرسکتے تھے۔ سقیفہ بنی ساعدہ کے اجتماع کی خبر حضرت عمرؓ تک پہنچی تو انہوں نے اسے آگے سیدنا ابوبکرؓ تک پہنچایا جو حجرہ سیدہ عائشہؓ میں حضور اکرمؐ کے جسد اطہر کے پاس تھے۔ سیدنا ابوبکرؓ معاملہ کی نزاکت کو بھانپ کر حضرت عمرؓ کے ہمراہ سقیفہ پہنچے۔ انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بھی ہمراہ لے لیا۔ وہاں سیدنا صدیق اکبرؓ کی فراست اور دوراندیشی اور حضرت ابوعبیدہؓ کے تدبر اور بردباری سے معاملہ سلجھ گیا اور انصار نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیعت کرلی یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کا پہلا عظیم کارنامہ ہے۔

دوسرا اہم معاملہ اس لشکر کو بھیجنے کا تھا جسے نوجوان اسامہ بن زید کے زیر قیادت جناب رسول پاکؐ نے شام کی تسخیر کے لئے کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس لشکر کو سیدنا صدیق اکبرؓ نے باوجود بعض صحابہؓ کی مخالفت کے حضرت اسامہؓ ہی کی زیر قیادت بھیج کر عملاً اپنی حکومت کی پالیسی سب پر پوری طرح واضح کردی۔

تیسرا اہم معاملہ منکرین زکوٰۃ کا سامنے آیا۔ مدینہ منورہ کے آس پاس رہنے والے بعض قبائلیوں نے پیشکش کی کہ ان سے زکوٰۃ وصول نہ کی جائے۔ وہ صرف نماز پڑھنے پر اکتفا کریں گے۔ اس سلسلے میں بھی بعض اہم شخصیتوں کی رائے تھی کہ چونکہ ملک میں ہر طرف سے مرتدین کی بغاوتوں کی خبریں آرہی ہیں۔ اس لئے ان قبائل کی بات مان لی جائے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ کا ایمان کامل اور عزم آہنی اس قسم کے سمجھوتوں کو برداشت نہیں کرتا تھا۔

محمد حسین ہیکل مصری سیرت حضرت ابوبکرؓ میں رقم طراز ہیں

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں جو واقعات پیش آئے۔ ان سے ان کا حسن بصیرت اور دوررسی مزید آشکارا ہوگئی۔ مرتدین عرب سے فراغت پانے کے بعد جب آپ نے ایران اور روم کی طرف توجہ مبذول کی تو سب سے بڑا ہتھیار جو انہوں نے ان دونوں سلطنتوں کے خلاف استعمال کیا وہ مساوات محمدی کا تھا جسے اسلام نے اصل الاصول کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس ہتھیار کا سامنا ایرانی سلطنت کرسکتی تھی نہ رومی مملکت۔ ایران اور روم کے باشندے شخصی اقتدار کی چکی میں پس رہے تھے۔ رعایا کے درمیان مختلف طبقات قائم تھے نسلی امتیاز کی لعنت بری طرح مسلط تھی۔ حکمران طبقہ ملک میں بسنے والے دوسرے طبقوں کو اپنے سے کم تر بلکہ اچھوت سمجھتا تھا عین اس وقت اسلام نے عدل و انصاف اور مساوات کا علم بلند کیا ابوبکر صدیقؓ نے ایران اور روم جانے والی افواج کے سپہ سالاروں کو خاص طور پر ہدایات فرمائیں کہ وہ عدل و انصاف کا دامن کسی طرح ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور مفتوحہ ممالک کے تمام لوگوں سے بلا امتیاز مذہب و ملت مساوی سلوک کریں۔ اس طرح جو باشندے ایک عرصے سے جور و ستم اور عدم مساوات کا شکار چلے آرہے تھے وہ اسلام کے منصفانہ اصولوں کی جھلکیاں دیکھ کر ان کے گرویدہ ہوگئے۔ اور ان سلطنتوں کو اپنی زبردست عسکری قوت اور عظیم الشان مسلح افواج کے باوجود مسلمانوں کے مقابلے میں ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اس لحاظ سے حضرت ابوبکرؓ کا دور خلافت ایک خاص انفرادیت کا حامل ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کے دلوں سے بھی ان کی نسبی شرافت عزت اور فضیلت کا غرور بالکل نکال دیا تھا عربی اور عجمی آزاد اور غلام کا فرق مٹا کر انہیں ایک سطح پر لا کھڑا کیا تھا حضرت صدیقؓ نے بھی اپنے آقا کی اس

سنت پر پوری طرح عمل کیا اور دہ لوگوں کے درمیان صحیح اسلامی مساوات قائم کرنے میں آخر وقت تک کوشاں رہے۔ اس طریقے سے آپ نے دین مبین اسلام کو اقصائے عالم تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ و سعی فروگذاشت نہ کیا اس راہ میں انہیں شدید مشکلات اور مہیب مصائب سے دوچار ہونا پڑا لیکن انہوں نے ابتدائے خلافت ہی سے جو عزم کر لیا تھا اس میں آخری لمحے تک مطلق کمی نہ آنے دی اور اپنی جدوجہد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی چھوڑا حضرت صدیق کی مردانہ وار کوششوں اور اولوالعزمی کا نتیجہ تھا کہ اسلامی سلطنت تھوڑے ہی عرصے میں معلومہ دنیا کے اطراف و جوانب تک پہنچ گئی اور صدیوں تک اس سلطنت اسلامی نے دنیا میں تہذیب و تمدن کا علم بلند اور علم و عمل کا چراغ روشن کئے رکھا چنانچہ سیدنا صدیق اکبر نے ملکی نظم و نسق اور سیاست کو اپنے قائد کے کھینچے ہوئے خطوط ہی پر چلایا اور ان پالیسیوں سے سرمو تفاوت کو بھی مناسب نہ سمجھا۔

جمع قرآن، اس کی کتابت اور حفاظت حضرت صدیق اکبر کا ایک لافانی اور بے مثال کارنامہ ہے آپ سب سے پہلے جامع القرآن ہیں آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن کریم کا نام مصحف رکھا۔ محمد حسین ہیکل کی تحقیق کی رو سے۔

”طبری، ابن اثیر اور بلاذری نے جمع قرآن کے متعلق کچھ نہیں لکھا حالانکہ جمع قرآن کا کارنامہ اتنا مہتم بالشان ہے کہ اگر ابوبکر اس کے سوا اور کچھ بھی ذکر کرتے تو بھی یہ انکے نام کو بقائے دوام کا خلعت پہنانے کے لیے کافی تھا

دور خلافت میں مخلصانہ صدیقی اعمال و اوصاف کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱- خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت ابوبکر نے اپنے پہلے خطبہ میں اٹھ کر حاضرین کو یوں خطاب کیا ”لوگو! آپ نے مجھے خلیفہ منتخب کیا ہے اگرچہ میں علم یا کسی اور رو سے آپ پر فضیلت نہیں رکھتا اگر آپ مجھ میں کوئی ایسا عمل دیکھیں جو اسلام کی حقانیت کے خلاف ہو تو آپ مجھے سیدھا کر دیں گے۔

۲- سیدنا صدیق اکبر کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے خلیفہ منتخب ہونے کے اگلے روز وہ سر پر کپڑے کا ایک گٹھڑا اٹھائے جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت عمر سے ملاقات ہو گئی حضرت عمر نے دریافت کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا، ”کپڑا بیچنے“ حضرت عمر نے کہا ”اب آپ حکومت کے ملازم اور قوم کے خادم ہیں یہ وقت قوم کا ہے آپ نجی تجارت نہیں کر سکتے“ حضرت ابوبکر نے پوچھا ”پھر سامان زیست کہاں سے آئے گا؟“ حضرت عمر نے کہا اس کا بھی کچھ انتظام کرتے ہیں چنانچہ مسجد نبوی میں خلیفۂ وقت کا مشاہرہ مقرر کرنے کے لئے ایک میٹنگ بلائی گئی مختلف لوگوں نے کچھ تجاویز پیش کیں سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا ”مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت دیں“ لوگوں نے کہا ”اجازت ہے“ آپ نے فرمایا جتنا مشاہرہ مدینے کے کا ایک عام مزدور کا ہے وہی مقرر کریں، میرے لئے بھی اتنا ہی کافی ہے۔ وگرنہ بصورت دیگر میں کوشش کروں گا کہ مزدور کا مشاہرہ بھی بڑھایا جائے۔

حضرت صدیق اکبر خلافت کے آغاز میں سرکاری بیت المال سے کوئی وظیفہ یا تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ مدینے کے باہر اس زمانے میں قافلے آتے تو رات کی تاریکی میں ان کے پاس جاتے۔ ان کا کوئی کام کر کے اجرت لے کر گزارہ کرتے۔ ایک رات جب قافلے کے پاس گئے کام نہ ملا تو قافلے سے دور اہٹ کر اونچی آواز سے رو رو کر خدا کے حضور دعا کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ میرے بچے تین یوم سے بھوکے ہیں انہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لے حضرت عمر بھی اتفاق سے ادھر آ نکلے انہوں نے یہ ماجرا سن لیا صبح صحابہ کو اکٹھا کر کے ان سے مشورہ کیا اور انہیں خلیفہ کے وظیفے کے لئے آمادہ کیا لیکن حضرت صدیق نے کہا کہ ایک مزدور کے یومیہ کے برابر میرا وظیفہ کافی ہے۔

۳- آپ کے جذبہ خدمت خلق کے ضمن میں منقول ہے کہ خلیفہ بننے سے قبل آپ ایک لڑکی کی بکری دوہا کرتے تھے جب آپ کا تقرر خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے ہو گیا تو لڑکی کو فکر دامن گیر ہوئی کہ اب اس کی بکری کون دوہے گا؟ آپ کو خبر ہوئی تو فرمایا ”بیٹی! آپ کی بکری کا دودھ اب بھی میں بدستور دوہا کروں گا۔ خلافت کی مصروفیت اپنی جگہ اور آپ کے حقوق ہمسائیگی اپنی جگہ برقرار ہیں۔ خدا کی قسم! خلافت مجھے خدمت خلق سے باز نہ رکھے گی۔“

۴- سیرت صدیق اکبر کے عام فضائل میں منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق کا دستور تھا وہ مدینہ کے مضافات میں رات کے وقت ایک نابینا بڑھیا کے پاس جا کر اسے پانی پہنچاتے اور اس کا کام کاج کرتے تھے مگر کچھ عرصہ بعد جب وہ بڑھیا کے پاس جاتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ ان سے پہلے کوئی اور شخص آ کر بڑھیا کی خدمت کر گیا ہے حضرت عمر نے کئی بار کوشش کی کہ اس شخص سے پہلے جا کر بڑھیا کی خدمت کر سکیں مگر انہیں ایسا موقع نہ ملتا آخر ایک روز حضرت عمر اس شخص کی تاک میں رہے اور اسے دیکھ لیا وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق تھے آپ اس وقت خلیفہ تھے۔ انہیں دیکھ کر حضرت عمر نے فرمایا اچھا آپ ہیں وہ شخص جو ہر معاملے میں عمر سے سبقت لے جاتے ہیں۔ آپ برحق خلیفہ اول ہیں۔

(۵)- منقول ہے مقررہ وظیفہ میں سے آپ کی اہلیہ چند فلس بچا کر رکھ لیتیں ایک مرتبہ آپ نے کسی میٹھی چیز کی خواہش کی تو اہلیہ نے پس انداز شدہ پیسوں سے میٹھی ڈش کا اہتمام کر لیا پوچھنے پر صورت حال کا پتہ چلا تو سیدھے بیت المال کے خزانچی کے پاس پہنچے اور کہا کہ ان کے وظیفہ میں سے اتنے فلس کم کر دیئے جائیں کیونکہ ہم اتنی رقم میں گزارہ کر سکتے ہیں۔

۶- حضرت ابوبکر صدیق نے آخری مرض کی حالت میں حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا حضرت رسول اللہ کو کتنے کپڑوں میں دفنایا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ سحول کی تین سفید چادروں میں حضرت صدیق نے فرمایا بیٹی! میرے لئے ایک تو یہی چادر لے لینا جو وہ اوڑھے ہوئے تھے اسے ذرا دھو لینا اور دو چادریں اور ملا کر مجھے کفنا دینا حضرت عائشہ نے عرض کیا یہ چادر تو پرانی اور خراب ہے فرمایا ”نئی چیزوں کے زندہ لوگ مردوں سے زیادہ حاجت مند ہیں، کفن لہو اور پیپ ہی کے لیے تو ہے۔

چنانچہ آپ بحیثیت خلیفہ انتہائی سادہ زندگی گزار کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ۶۳ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانی میں ۱۳ھ ، ۲۳ اگست ۶۳۴ء

باقی ص۱۲ پر

سیدنا صدیق اکبرؓ کی مکی زندگی

تحریر: مولوی محمد سرور

آپ تلاوتِ قرآن پاک فرماتے تو مشرکین سٹپٹا جاتے۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا
خیر البریة اتقاها و اعدلها
بعد النبی واوفاها بما حملا
ثانی اثنین والمحمود مشهده
واول الناس طرا صدق الرسلا
وکان حب رسول اللہ قد علموا
من البریة لم یعدل به رجلا

آفتاب ہدایت کے طلوع ہوتے ہی سب لوگوں سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے نہ کوئی معجزہ طلب کیا اور نہ کسی دلیل کی ضرورت ہوئی حق تعالیٰ نے قلب سلیم عطا کیا تھا۔ اس لئے حق کو فوراً پہچان گئے ؎

دردل ہر جسمہ کز حق مزا است
روی و آواز پیمبر معجزہ است

آپ کے مسلمان ہوتے ہی خود بخود لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور پھر آپ نے دعوت الی الحق کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا قبل ہجرت کے پرخطر وقت میں اپنے اسلام کو ظاہر کر کے لوگوں کو دشمن بنانا تھا بلکہ اسلام کا منہ پر لانا اژدہا کے منہ میں ہاتھ ڈالنا تھا۔ ایسے نازک وقت میں دوسروں کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنا اسی شمع رسالت کے پروانہ کا کام تھا۔

ایک جماعت اشراف قریش کی حضرت ابوبکر صدیق رضی ہی کے وعظ و تبلیغ اور جدوجہد سے مسلمان ہوئی تھی۔ عشرہ مبشرہ میں حضرت عثمان حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد ابن ابی وقاص فاتح ایران اور حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عوف انہی کی رہنمائی سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور یوں تو اور بھی اکابر صحابہ میں سے بہتوں کو انہی کے ذریعہ ہدایت ہوئی مگر یہ پانچ وہ ہیں۔ جن کے مسلمان ہو جانے سے کفر کی تیز چھری کند ہو گئی۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے تو اس وقت آپ ایک بہت بڑے متمول تاجر تھے وہ تمام روپیہ اپنے حضورؐ کی خدمت اور اسلام کی اشاعت میں صرف کیا۔ منجملہ سات غلاموں کو جو کہ مسلمان ہو جانے کے سبب طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے خرید کر آزاد کیا جن میں حضرت بلالؓ کا واقعہ مشہور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے کچھ مال راہ خدا میں دینے کا حکم دیا۔ اس وقت میرے پاس کافی مال تھا دل میں خیال آیا کہ آج ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں گا کیونکہ ابوبکرؓ کے پاس اس زمانہ میں مال کم تھا چنانچہ میں نصف مال لے کر حاضر خدمت ہوا۔ اس کے بعد حضرت صدیقؓ بھی کچھ مال لے کر آئے حضورؐ نے پوچھا اے عمرؓ کیا لائے اور کیا چھوڑ آئے ہو کہا نصف مال لے آیا ہوں اور نصف اہل و عیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ ابوبکرؓ سے بھی پوچھا تو ابوبکرؓ کہنے لگے یا رسول اللہؐ سب کچھ لے آیا ہوں فقط اللہ اور رسولؐ کو گھر چھوڑ آیا ہوں حضرت عمرؓ فرمانے لگے میں نے یقین کر لیا کہ ابوبکرؓ سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا ہے

پروانہ کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

جب ابتدائے نبوت میں بارگاہ الٰہی کی طرف سے تبلیغ کا حکم ہوا اور یہ آیات کریمہ نازل ہوئی

"فاصدع بما تؤمر"

اے نبی جو آپ کو حکم ملا ہے اسے کھلم کھلا بیان کیجئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا یا رسول اللہؐ آپ ابتداء نہ کریں قریش بے حد جاہل و سفیہ ہیں کلمۂ توحید کو سن کر عجب نہیں کہ آپ کو ایذا پہنچائیں گے ان کے کان اللہ کی توحید سے ناآشنا ہیں خدا جانے کس قدر مشتعل ہوں اور کیا کچھ کر گذریں۔ اس لئے آپ مجھے اذن دیجئے میں خطبہ دیتا ہوں چنانچہ ابوبکرؓ نے نہایت پرجوش اور تعجب انگیز خطبہ دیا جو آیات توحید و رسالت اور رد کفر و شرک پر مشتمل تھا۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا بعد ازیں ابوبکرؓ کو جو تکالیف دی گئیں اور آپؓ نے ان کو جس قدر صبر و تحمل سے برداشت کیا وہ بجائے خود ایک دفتر عشق ہے۔

اسلام لانے کے بعد اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی جو اسلام میں سب سے پہلی مسجد بنائی گئی ہے آپؓ ہر روز صبح اس میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے کفار کا سننے کے لئے ہجوم ہو جاتا اور یہ ناممکن تھا کہ آپ کا قرآن پڑھنا کسی کے دل میں اثر انداز نہ ہوتا۔ کفار سٹپٹائے روز کا یہ مشغلہ دیکھ کر مزاحمت کی آپ حضورؐ کی اجازت سے بجانب حبشہ ہجرت کر گئے راستہ سے ابن دغنہ با اصرار واپس لے آیا اور اپنی امان میں رکھا۔ ابوبکرؓ نے کافر کی امان کو ناپسند کیا اور لوٹا دیا مجھے اللہ اور اس کے رسولؐ کی امان کافی ہے حضورؐ سے تمام واقعہ بیان کیا حضورؐ نے مکہ ہی میں قیام کرنے کا حکم دیا اور فرمایا امید ہے اللہ مجھے بھی آپ کا رفیق سفر بنائے ابوبکرؓ..... پھر بدستور تلاوت قرآن کریم کے دلربا کام میں مشغول ہو گئے سچ کہا ہے

رہائی نخواہیم از دام عشق
کہ صد عید قربان ایام عشق

اس خطرناک سفر کے رفیق میں ان جمیع اوصاف کا ہونا لازمی تھا سفر ہجرت میں حضرت صدیقؓ کی رفاقت کا تذکرہ قرآن مجید میں بڑی شان کے ساتھ مذکور ہے آنحضرتؐ بھی بارہا آپ کی اس خدمت کا ذکر فرماتے تھے وفات سے پانچ روز قبل جو حضورؐ نے خطبہ پڑھا اس میں فرمایا جس نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہم نے اس کا بدلہ دے دیا۔ سوا ابوبکرؓ کے ان کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بدلہ دے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی اس بے نظیر جاں نثاری کا چرچا بہت تھا۔ لوگ ابوبکرؓ سے اس سفر کے حالات پوچھا کرتے تھے۔ اور خود آپؐ کی زبان

باقی صفحہ [illegible] پر

رفیق الرسول، جانشین رسول، خلیفہ اوّل

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر: محمد اویس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ جاں نثار جنہوں نے جان و مال سب کچھ آپؐ پر قربان کر دیا۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے تذکرے، ان کے مناقب و فضائل ہمارے لئے کیوں ضروری ہیں؟

؎ کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

اگر دنیا میں قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ پڑھنا اور پڑھانا علم و فن کی خدمت ہے تو یقیناً عہدِ صحابہ کی تاریخ اپنے قلم اور اپنی زبان سے دہراتے رہنا دین و ایمان کی خدمت ہے۔ جس طرح ایک مورخ کے لئے آثارِ قدیمہ اور گزرے ہوئے حالات کا استفسار ضروری ہے بالکل اسی طرح ایک مسلمان کے لئے جادۂ حق پر قائم رہنے کے لئے صحابہ کرامؓ کی زندگی کا تذکرہ ضروری اور لابدی ہے۔

کتنی مبارک تھیں وہ ہستیاں جو سرکارِ دوعالم سید انس و جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے فیضیاب ہوئیں۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب دوست و دشمن بن رہے تھے اپنے پرائے بیگانہ اور آشنا ناآشنا ہو رہے تھے اس وقت انہوں نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ اسی جرم میں انہیں کھانے پینے کی سزا دی گئی گھر سے بے گھر ہوئے مال و دولت سے محروم رہے۔ اعزہ و اقربا چھوٹے اس پر بس نہیں۔ ان کو جلتی ہوئی ریت پر دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا گیا۔ سینہ پر پتھر کی سلیں رکھی گئیں پھر کیا حق و صداقت کے یہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گئے نہیں بلکہ آگ کی لپٹیں اور سورج کی گرم شعاعیں ان کی حرارتِ ایمانی کو گرم کرتی رہیں یہاں تک کہ زبانِ وحی ان کے متعلق یوں زمزمہ ساز ہوئی۔

ترجمہ: "جن لوگوں نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور اپنے کنبے کو چھوڑ کر ہجرت کی اور جنہیں میری راہ میں ایذائیں دی گئیں ان کے گناہوں سے درگزر کروں گا اور ان کو ایسی جنتوں میں جگہ دوں گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی"

ان کو یوں بشارتِ ربانی ہوئی۔

رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ (سورۃ توبہ)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے"

آج شمع نبوت کے انہی پروانوں کا ذکر بھی ضرورت [illegible] ہے کہ مسلمان ان حق کے سرشاروں کے حالات پر غور کریں۔ ان کی پاک زندگی کو اپنے لئے دلیل راہ بنائیں کہ فلاح و کامیابی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مرنے اور مٹنے کا دعویٰ ہماری اور آپ کی سب کی زبانوں پر ہے بیدار ہو کر دیکھو عشقِ الٰہی کا تپر چاہیے دیکھو محبت رسول میں دیوانہ۔ مگر سچی محبت تو وہ ہے جو ابتلا و آزمائش کی کٹھن منزل میں ساتھ دے۔

ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہستیاں ہی وہ مقدس ہستیاں تھیں۔ جنہوں نے محنت و مشقتیں سہیں۔ گھر بار سے محروم کئے گئے۔ بیوی بچوں سے جدا کر دیے گئے یہ سب کچھ ہوا لیکن روحی فداہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سرمو کوتاہی نہ ہوئی جو کہ درحقیقت محبت کا صحیح معیار ہے اور ضمناً یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کی پذیرائی میں اس کی صداقت و حقانیت کو دخل ہے یا خنجر کی دھار کو۔

حضرت صدیق اکبرؓ

جس طرح فضائل و مناقب کے لحاظ سے حضرت ابوبکرؓ سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں اسی طرح اللہ کی راہ میں ایثار و قربانی اور برداشتِ مصائب میں بھی آپ کا پلہ سب سے بھاری ہے یہی رسول اللہؐ کے پہلے مبلغ اور داعی ہیں ایک روز کا ذکر ہے حضورؐ تشریف فرما تھے۔ ارد گرد صحابہ موجود تھے۔ حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف دعوت دینے لگے۔ کفار نے دیکھا بھلا حق بات سننے کی انہیں کب تاب تھی۔ سب کے سب مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ بالخصوص حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بہت بدسلوکی کی گئی۔ عتبہ بن ربیعہ نامی ایک شخص نے جوتوں سے چہرہ مبارک کو اس قدر تکلیف پہنچائی کہ ناک اور چہرے میں کوئی فرق نہ رہا۔ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ بنو تیم حضرت ابوبکرؓ کے اہل قبیلہ آن پہنچے کفار کے ہاتھوں سے چھڑا کر لے گئے کوشش شروع ہوئی کہ کس طرح صدیق اکبرؓ بول دیں۔ لیکن یہاں گفتگو کرنے کی تاب نہ تھی۔ دن ڈھلنے پر کچھ بولے۔ مگر کیا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے" یہ الفاظ نہ تھے بلکہ تیر تھے جو بنی تیم کے دل پر تیر بن گئے سب نے لعنت ملامت شروع کر دی کیا حیرت انگیز سماں ہے۔ جنہوں نے ابھی موت کے منہ سے نکالا تھا وہی اب خون کے پیاسے ہیں سارے اہل قبیلہ اسی حالت میں چھوڑ گئے اور آپ کی والدہ ام الخیر سے کہہ گئے کہ دیکھنا خبردار انہیں کچھ کھلانا پلانا نہیں۔ ماں کی محبت ام الخیر جب اکیلی رہ گئیں تو کھانے کے لئے اصرار شروع کیا مگر وہاں تو صرف ایک ہی چیز کی رٹ تھی رسول اللہؐ کا کیا حال ہے؟ ام الخیر نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے تمہارے ساتھی (رسول اللہؐ) کے متعلق کچھ علم نہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ "ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھ آؤ" جب آئیں تو ام جمیل نے اپنے اسلام کو چھپاتے ہوئے کہا کہ میں نہ محمدؐ بن عبداللہ کو جانتی ہوں اور نہ ابوبکرؓ کو ہاں اگر کہو تو تمہارے بیٹے کے پاس چلنے کو تیار ہوں۔ یہاں پہنچیں اور حضرت ابوبکرؓ کی حالت کو دیکھا تو پکار اٹھیں کہ جس قوم نے یہ سلوک کیا ہے مجھے امید ہے کہ اللہ اس سے تمہارا انتقام ضرور لے گا۔

فرمایا کہ "رسول اللہ کا کیا حال ہے"؟ جواب ملا کہ صحیح سالم ہیں۔ پوچھا کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ "ارقم کے مکان میں"۔ بولے خدا کی قسم جب تک میں رسول اللہ کے پاس نہ پہنچ جاؤں گا، کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ اللہ رے فدویت۔

وِچ خلافت بعد پیغمبرؐ

سُن لے او نادان قلندر ذکر مستی دین دے اندر
وِچ خلافت بعد پیغمبر صدیق اکبرؓ دا پہلا نمبر
جس دی سنگت نال پیغمبر غار[۱] دے اندر بدر دے اندر
قبر دے اندر حشر[۲] دے اندر آئی گواہی قرآن دے اندر
صدیق رفیق نبی سرور دا!
پُگی دُھم جہان دے اندر!
سُن لے او نادان قلندر ذکر مستی دین دے اندر
صدیقؓ دے نام توں میں قربان اُچی جس دی سب توں شان
مدحت[۳] جس دی وِچ قرآن کیتی رب نے آپ بیان
جس دا رُتبہ وِچ جہان افضل اعلیٰ بعد پیغمبر
سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر!
دُوجا نمبر فاروق عمرؓ دا پکا ویری شرک کفر دا
جس[۴] دے راہواں شیطان وی ڈردا جس دی صفت زمانہ کردا
دھاک بٹھائی دین دی جس نے چار چوفیر، زمانے اندر
سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر!
جس[۵] نوں رب توں نبیؐ منگوایا نال دُعا دے جیہڑا آیا!
لقب فاروق حضورؐ توں پایا موذیاں دے گھر، ماتم چھایا
جھنڈا دین دا جیں لہرایا عرب وعجم دیاں دیساں اندر
سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر!
تیجا نمبر عثمان غنیؓ دا! ہے داماد اوہ پاک نبیؐ دا
ذوالنورین ہے لقب غنی دا اُچا رتبہ حق دے ولی دا
رضوان دی بیعت حدیبیہ اندر پڑھ کے ویکھ قرآن دے اندر
سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر!

---

۱ : "ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا"
"جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا. جب وہ اپنے صاحب سے کہہ رہا تھا. غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے"
علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎
ہمت او کشتِ ملت را چو ابر
ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر
آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اوّلِ سینائے ما

---

۲ : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.
اَنْتَ صاحبي في الغارِ وصاحبي علی الحوضِ.
"اے ابوبکرؓ! تو غار میں میرا ساتھی ہے. اور حوضِ کوثر پر بھی تو میرا ساتھی ہوگا."
اور فرمایا!
"اے ابوبکرؓ! میری اُمت میں سے تو سب سے پہلا شخص ہوگا جو میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا."

---

۳ : صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے.

---

۴ : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!
اِنَّ الشَّیطٰنَ لَیَخافُ منکَ یا عُمَر
"اے عمرؓ! شیطان تجھ سے ڈرتا ہے."
دوسری حدیث میں آتا ہے کہ شیطان عمرؓ کے سائے سے بھی ڈرتا ہے.
آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ!
جس راستے سے عمرؓ آ رہا ہو شیطان اس پر چل نہیں سکتا، بلکہ وہ راستہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے.

---

۵ : عمرؓ کو حضورؐ نے خدا سے مانگ کر لیا.

محمد رفیق

صدّیق اکبرؓ دا پہلا نمبر

عثمانؓ دا رُتبہ ہے ذی شان — اس دی اُلفت عینِ ایمان
ویری اس دے بے ایمان — رسولؐ تے رب دے نافرمان
اس دے نام توں سڑن شیطان — بغض و حسد دی آگ دے اندر

سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر!

شیرِ خدا دا چوتھا نمبر — مطلق شک نہ اس دے اندر
رُتبے دتے آپ پیغمبرؐ — لکھیا ویکھ حدیث دے اندر
صدیقؓ، عمرؓ، عثمان غنیؓ دا — رہیا وزیر خلافت اندر
وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ ، رب فرمایا — دین دا جگ وچ بوٹا لایا!
اصحاب نبی دا شان ودھایا — صدیقؓ، عمرؓ نے رُتبہ پایا
نال نبیؐ دے ڈیرا لایا! — روضے پاک رسولؐ دے اندر

سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر!

رفیق، اصحاب نبی دے پیارے — دین ہُدیٰ دے روشن تارے
حُبّ انہاں دی بیڑا تارے — ویری انہاں دے رب دے مارے
دوزخ جاون رل مل سارے — سڑن ہمیشہ ہاویہ اندر!

سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر!

رب جنہاں دی شان ودھائے — کوئی اس نوں کنویں گھٹا دے
قدرت جس دی پہل بنا دے — پچھے اس نوں کون ہٹا دے
فیصلہ حق دا منیا جاوے — زمیناں تے آسماناں اندر

سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر

عشقِ حسینؓ دی ایہو نشانی — عمل خلاف تے پیار زبانی
قصے خوانی تے مرثیہ مانی — حکم نبی دی نافرمانی
سُن لو لوکو عجب کہانی — پیا فتور ایماناں اندر!

سُن لے او نادان قلندر!
ذکر مستی دین دے اندر

آپ نے دُعا فرمائی :

"اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ"

"اے اللہ! عمر بن الخطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔"

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے شاتمِ فاروق، تجھے یہ بھی خبر ہے
فاروقؓ کو مانگا تھا محمدؐ نے خدا سے

؎ : رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔ عمرؓ دولتِ ایمان چلنے میں لیے حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں سینے سے لگا لیا۔ اس وقت تک مسلمان چھپ کر خدا کا نام لیتے تھے۔ حضورؐ دارِ ارقم میں بیٹھ کر حلقہ بگوشانِ اسلام کو تعلیماتِ ربانی سے فیض یاب فرماتے تھے۔ عمرؓ نے عرض کیا : "اے اللہ کے رسولؐ! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے کیا ہم حق پر نہیں ؟ جواب ملا! ہاں ہم حق پر ہیں۔ اس پر جناب عمرؓ نے ہاتھ تلوار میں لیے ہوئے عرض کیا یارسول اللہؐ آیئے ہم خدا کے گھر کعبہ میں وحدانیتِ الٰہی کا اعلان ڈنکے کی چوٹ کریں گے۔ یہ پہلا دن تھا جب نعرۂ توحید سے مکے کے در و دیوار گونج اٹھے حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں" فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیْتُ فَارُوْق" : اس دن مجھے بارگاہِ نبوت سے "فاروق" خطاب ملا۔ فاروق کے معنی ہیں حق و باطل میں فرق کرنے والا۔

؎ : بیعت رضوان ہجرت کے چھٹے سال بمقام حدیبیہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے عمل میں آئی اس موقع پر حضورؐ نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بیعت بہت پسند آئی۔ سورۃ "الفتح" میں اس کا مفصل تذکرہ موجود ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

امیر المؤمنین خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثانیِ اسلام | ثانیِ غار | ثانیِ بدر | ثانیِ قبر

تحریر: پروفیسر حافظ عبدالمجید صاحب، چکوال

علامہ اقبال مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"صدیق رضی اللہ عنہ پر بہت خوب مضمون لکھا گیا ہے بلکہ ان کی زندگی کے تمام واقعات ایک شعر میں بند کر دیئے ہیں۔"

ہمت او کشتِ ملت را چو ابر
ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

(اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۵۰)

آیئے ہم یہ معلوم کریں کہ اقبال نے جن واقعات کی طرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے ان کی تفصیلات کیا ہیں؛

ہمت صدیقؓ!

علامہ اقبال نے پہلے مصرعہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہمت اور سعی و کوشش نے ملت کی کھیتی کے لئے بادل کا کام دیا۔ جس طرح بادل برسنے سے کھیتیاں لہلہا اٹھتی ہیں۔ ان کا ضعف و اضمحلال قوت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدیق اکبرؓ کی جدوجہد نے اسلام کو قوت و شوکت اور ترقی و عروج عطا فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ جب حضور کسی بھی بالغ اور آزاد فرد کی حمایت و معیت سے محروم تھے۔ صدیق اکبرؓ نے ایسے وقت میں اسلام کی دعوت و تبلیغ میں سرگرم حصہ لیا۔ جس وقت کہ اسلام اور توحید کا نام لینا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ صدیق اکبرؓ نے ایمان اور اسلام کی خاطر ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔ ان کو رسیوں سے باندھ کر پیٹا گیا۔ ان کو مکہ کے مشرکوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موافقت کے جرم میں بار بار زخمی کیا۔ ایک دفعہ آپ اس قدر زخمی ہوئے کہ جس بال کو ہاتھ لگایا جاتا سر سے الگ ہو جاتا۔ ایک بار کفار نے صدیق اکبرؓ پر اس قدر ظلم کیا کہ آپ شدت زخم کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے۔ صدیق اکبرؓ نے مال و جان کی قربانی سے اسلام کے نوخیز پودے کو مضبوط و مستحکم کیا۔ انہوں نے اپنا کاروبار اور اپنی تجارت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نثار کر دی۔ انہوں نے ایمان کی خاطر اپنا وطن اور گھر بار چھوڑا اور اپنے بال بچوں کی جدائی برداشت کی۔ انہوں نے سفر و حضر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت و رفاقت کا حق ادا کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں تو صدیق اکبرؓ کا ہر ہر قدم ملت اسلامیہ کی ترقی و سربلندی کے لئے تھا ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے وہ حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے کہ جو اپنی مثال آپ ہیں انہوں نے منکرین زکوٰۃ، مرتدین اور مدعیان نبوت کے فتنوں کا ثبات و استقلال سے مقابلہ کیا۔ اور قیصر و کسریٰ جیسی قوتوں کو جس پامردی سے شکست دی اسی کی بدولت ملت اسلامیہ کو حیات نو ملی اور صدیقؓ کی ہمت و سعی نے ملتِ اسلامیہ کے لئے بادل کا کام دیا کیا خوب کہا ہے اقبال نے۔

ہمت او کشتِ ملت را چو ابر

ثانیِ اسلام!

اقبال نے اس شعر میں حضرت صدیق اکبرؓ کے لئے ثانی اسلام کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس ثانی کے اول حضور ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ رب العزت سے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا۔

وانا اول المسلمین (قرآن) اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلم اول ہیں۔ اور صدیق اکبرؓ مسلم ثانی ہیں۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کون ایمان لایا؟ اس سلسلہ میں راجح قول یہ ہے کہ بالغ اور آزاد مردوں میں حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے سب سے پہلے ایمان قبول کیا۔ بچوں میں ایمان کی سعادت سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثؓ کو سب سے پہلے مشرف با ایمان ہونے کی توفیق ملی یہ بات واضح ہے کہ ایک عورت یا ایک بچہ یا ایک غلام کی نسبت ایک آزاد بالغ مرد کا اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زیادہ باعث تقویت ہو سکتا تھا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار ہا یہ ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا، تم نے میری تکذیب کی اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی اور اس نے مال و جان سے میری غم گساری کی اور اس نے مال و جان سے میری غم خواری کی (بخاری)

ابن کثیرؒ کے نزدیک یہ حدیث نص قطعی ہے اس بات پر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ابوبکرؓ ہی تھے اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شاعر دربار نبوت حسانؓ بن ثابت نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر ابوبکر صدیقؓ کی شان میں شعر پڑھ کر سنائے۔ ان اشعار میں ایک مصرعہ یہ بھی تھا

واول الناس منهم صدق الرسلا (حاکم)

ابوبکرؓ نے سب سے پہلے رسولوں کی تصدیق کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہی تمام رسولوں کی تصدیق ہے اور حسانؓ بن ثابت کے نزدیک سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنیوالے ابوبکرؓ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مصرعہ سنا اور پسند کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ اس طرح گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ثانی اسلام ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ثانی غار!

سفر ہجرت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اس طرح صدیق اکبرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کے رفیق ہیں اور غار کی رفاقت و معیت کی تو خود خداوند قدوس نے شہادت دی اور ابوبکرؓ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی اثنین ارشاد فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس غار کی رفاقت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ابوبکرؓ صاحبی فی الغار ومونسی فی الغار

ابوبکرؓ غار میں میرے رفیق اور میرے مونس ہیں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے غار کی اس رفاقت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو به اذ صعد الجبلا
(حاکم)

بلند غار میں ابوبکرؓ دو میں دوسرے تھے جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر ارد گرد گھوم رہے تھے۔

ثانئ بدر!

غزوہ بدر میں صحابہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک عریش (سائبان) تیار کیا تاکہ آپ وہاں تشریف رکھیں، اس عریش میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رفاقت وحفاظت کے لئے ابوبکرؓ کا انتخاب فرمایا۔

(اسد الغابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا فریضہ کس قدر اہم ہے اور اس کے لئے جس ہستی کا انتخاب کیا گیا اس کی شجاعت کس درجہ کی ہوگی؟ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت علیؓ نے عریش بدر میں رفاقت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنا پر حضرت ابوبکرؓ کو سب سے بہادر قرار دیا ہے (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابوبکرؓ کے ثانی اسلام اور ثانی بدر ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک صحابی حضرت ابومحجن ثقفیؓ فرماتے ہیں۔

سبقت الی الاسلام واللہ شاهد
وکنت جلیسا بالعریش المشهر
(استیعاب)

اے ابوبکرؓ آپ نے اسلام کی طرف سب سے پہلے سبقت حاصل کی اور اللہ اس بات پر شاہد ہے اور آپ عریش بدر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے

ثانیٔ قبر!

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا روضۂ مبارک جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

جنت کے اس ٹکڑے میں بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت کا شرف سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کو حاصل ہوا۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ ثانی قبر بھی ہیں اور صرف ثانی قبر ہی نہیں ثانی حشر بھی ہیں کیونکہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شق ہوگی اس کے بعد ابوبکرؓ کی، اس کے بعد عمرؓ کی۔ (ترمذی و حاکم)

ابوبکرؓ حوض کوثر پر بھی ثانی اثنین ہونگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

انت صاحبی علی الحوض وانت صاحبی فی الغار

اے ابوبکرؓ تو میرا ساتھی ہے حوض کوثر پر بھی اور تو میرا ساتھی ہے غار میں بھی۔ (ترمذی)

اور جنت میں سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل ہونگے اور آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ

(ابوداؤد)

الغرض حضرت ابوبکرؓ کی شان یہ ہے:۔

ہمت او کشت ملت را چو ابر - ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

اقبالؒ نے اس شعر سے متصلاً پہلے یہ شعر تحریر کیا ہے

آں امن الناس بر مولائے ما - آں کلیم اول سینائے ما

اس شعر میں ابوبکرؓ کو امن الناس اور کلیم اول کے خطاب سے نوازا ہے۔

امن الناس

ابوبکرؓ امن الناس ہیں یعنی تمام لوگوں میں سب زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اور اس کی تائید و توثیق خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے ارشاد ہے:

ان امن الناس علی فی صحبته وماله ابوبکرؓ (بخاری)

مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا اپنی رفاقت کے ذریعہ اور مال قربان کرنے میں ابوبکرؓ ہے۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابوبکرؓ (احمد)

کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ ابوبکرؓ کے مال نے

حضرت ابوبکرؓ کی مالی قربانیوں کی فہرست طویل ہے۔

آپ جب ایمان لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے وہ سب آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے (مرقات) آپ نے متعدد ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا جن کو ان کے مالک قبول اسلام کے جرم کی پاداش میں اذیتیں پہنچا رہے تھے۔ (اسد الغابہ۔ اصابہ) اور ابوبکرؓ کے اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ واللیل میں سند قبولیت عطا فرمائی۔ (ابن جوزی) مسجد نبویؐ کی زمین دس دینار سے خریدی گئی اور اس کی قیمت حضرت ابوبکرؓ نے ادا کی۔

صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس!

غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت صدیقؓ نے جو مالی قربانی دی ہے اس کا ذکر اقبال کی زبان سے سنیئے!

اک دن رسول پاکؐ نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرط طرب سے عمرؓ اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسول امینؐ کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرور عالمؐ نے اے عمرؓ
اے وہ کہ جوش حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق

باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں اعتبار تھا
ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

ان اشعار میں اقبال نے جہاں غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ کے مالی ایثار کا تذکرہ کیا وہیں ابوبکر صدیقؓ کے لئے رفیقِ نبیؐ کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ عشق و محبت کی بنیاد ابوبکر صدیقؓ ہی سے استوار ہے۔ نیز اقبال نے حضرت صدیقؓ کے وفا سرشت، عشق و محبت کا رازدار ہونے کا اعلان بھی کیا ہے۔ اور صدیقؓ کی زبانی اس بات کا اقرار بھی کیا ہے کہ:

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

سوزِ صدیقؓ!

اقبال بارگاہِ رب العالمین میں دست بدعا ہیں کہ انہیں حضرت صدیقؓ کا سوز عطا فرمائے:

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰؓ سوزِ صدیقؓ دے

لَا تَحْزَنْ!

اقبال امتِ مسلمہ کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ وہ غم و حزن کی زنجیروں کو توڑ دیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غار میں حضرت ابوبکرؓ کو لَا تَحْزَنْ (تو غم نہ کر) فرمایا تھا۔ اس کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اقبال کے نزدیک اس کے سبق نے ہی صدیقؓ کو صدیقؓ بنایا اور انہیں حقیقت و معروف کے مقاماتِ علیا سے سرفراز کیا۔

اے کہ در زندانِ غم باشی اسیر
از نبیؐ تعلیمِ لَا تَحْزَنْ بگیر
ایں سبق صدیقؓ را صدیقؓ کرد
سر خوش از پیمانۂ تحقیق کرد

دیدۂ صدیقؓ!

اقبال دعوتِ تحقیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صدیقؓ کی نگاہ سے دیکھو تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تاب و جگر کے لئے باعثِ تقویت پاؤ گے اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں عشقِ الٰہی سے بھی مقدم محسوس ہوگا۔

معنیٔ حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری با دیدۂ صدیقؓ اگر
قوتِ قلب و جگر گردد نبیؐ
از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

فقرِ صدیقؓ!

اقبال دورِ حاضر میں لادینی و بے دینی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا شکوہ کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمیں وہ فقر عطا فرمائیں جو آپ نے صدیقؓ کو عطا کیا تھا اور آپ اس فقر کی بدولت مسلمانوں میں حرکت و حرارت پیدا فرمائیں تاکہ مسلمانوں کی غفلت و کاہلی دور ہو جائے۔

دگرگوں کرد لادینی جہاں را
ز آثارِ بدن گفتند جاں را
از آں فقرے کہ با صدیقؓ دادی
بشورے آور ایں آسودہ جاں را

خاصۂ خاصانِ عشق!

صدیقِ اکبرؓ کے ساتھ اقبال کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ وہ حضرت صدیقؓ کو خواب میں دیکھتے ہیں اور ان کے قدموں کے پھول چنتے ہیں۔ انہیں خاصۂ خاصانِ عشق اور عشق کو سرمطلعِ دیوانِ عشق کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے ہاتھوں سے ملت کو مضبوط بنایا تھا آج بھی ہماری چارہ سازی کریں۔

من شبے صدیقؓ را دیدم بخواب
گل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب
آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیمِ اولِ سینائے ما
ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر
ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر
گفتمش اے خاصۂ خاصانِ عشق
عشقِ تو سرمطلعِ دیوانِ عشق
پختہ از دستت اساسِ کارِ ما
چارہ فرما پئے آزارِ ما

حضرت صدیقؓ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا!

تم مسلمان کب تک ہوس پرستیوں کا شکار رہو گے تم عروج و ترقی حاصل کرنا چاہتے ہو تو سورۂ اخلاص سے راہنمائی حاصل کرو۔

گفت تا کے در ہوس گردی اسیر
آب و تاب از سورۂ اخلاص گیر

اس کے بعد اقبال نے حضرت صدیقؓ کی زبانی سورۂ اخلاص کی تفسیر نقل کی ہے کہ اپنے عقائد و اعمال کو توحید کے رنگ میں رنگ ڈالو۔ افتراق و انتشار سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اور اتحاد و اتفاق کو اختیار کرو۔ اپنے اندر خود داری اور غیر مندی کا جوہر پیدا کرو۔ رنگ و نسل اور وطن کے بتوں کو پاش پاش کر ڈالو اور اپنے اندر اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ جمیلہ پیدا کرو۔ اگر تم ایمان و عمل میں پختہ ہو جاؤ گے تو عزت و سربلندی تمہارے قدم چومے گی اور قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کرو گے تو ترقی و عروج سے ہمکنار ہو جاؤ گے۔ مومن کی تو یہ شان ہے کہ سب پر غالب ہے سب سے زیادہ غیور ہے اور غم و حزن کی آلودگیوں سے پاک ہے۔

مومن بالائے ہر بالا ترے
غیرت او برنتابد ہمسرے
خرقۂ لَا تَحْزَنُوا اندر برش
انتم الاعلون تاجے بر سرش

آئینِ صدیقؓ و عمرؓ!

اقبال ملتِ اسلامیہ کے حکمرانوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ صدیقؓ و عمرؓ کے آئین و نظام کو زندہ کرتے ہوئے اسلام کے مرجھائے ہوئے پھول کو حیاتِ نو بخشیں۔ میر امان اللہ خان فرمانروائے افغانستان کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تازہ کن آئینِ صدیقؓ و عمرؓ
چوں صبا بر لالۂ صحرا گذر

سوزِ صدیقؓ و علیؓ!

اقبال بظاہر امان اللہ خان سے مخاطب ہیں لیکن دراصل ان کا خطاب تمام اسلامی سلطنتوں کے حکمرانوں سے ہے

باقی صفحہ ۲۲ پر

جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف امت محمدیہ کا پہلا جہاد

جنگِ یمامہ

یمامہ کے جذبے اور ولولے شمع ختم نبوت کے پروانوں کیلئے رہتی دنیا تک نمونۂ عمل رہیں گے

تحقیق و تحریر: جناب الطاف علی قریشی

نومہ آخرالزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد منافقین نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی صورت میں سر اٹھایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آبروئے ختم نبوت کی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تلوار ... حضرت خالد بن ولیدؓ ... کو اس فتنے کی جڑ سے اور ان بے ایمانوں کے سر کاٹنے پر مامور کیا۔۔ جنگ یمامہ کفر و اسلام کے اسی معرکے کی تاریخ ہے۔ یمامہ کے جذبے اور ولولے شمع ختم نبوت کے پروانوں کے لیے رہتی دنیا تک نمونۂ عمل رہیں گے۔

علامہ بلاذری فتوح البلدان میں رقمطراز ہیں کہ یمامہ کو کہتے ہیں پھر اس وجہ سے اسے الیمامہ کہنے لگے کہ جدیس کی ایک عورت الیمامہ بنت مرہ کو اس کے دروازے پر سولی دی گئی تھی۔ واللہ اعلم

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ یا ۷ ہجری میں شاہان کو خطوط روانہ کیے تو ایک خط ہوذہ بن علی الحنفی والی یمامہ کے نام بھی تحریر فرمایا تھا جس میں انھیں اسلام کی دعوت دی گئی تھی اور یہ خط سلیط بن قیس الانصاری ثم الخزرجی کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ ان لوگوں نے خدمت اقدس میں اپنا وفد بھیجا، وفد میں ایک شخص مجاعہ بن مرارہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجاگر میں ایک افتادہ زمین عطا فرمائی جس کی اس نے درخواست کی تھی۔ اسی وفد میں ایک شخص الرجال بن عنفوہ تھا۔ اس نے اسلام قبول کیا اور سورۃ البقرۃ اور قرآن مجید کی دوسری سورتیں پڑھیں اور انہی میں ایک شخص مسیلمہ کذاب ثمامہ بن کبیر بن حبیب تھا۔ مسیلمہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی نبوت کا مسئلہ فی الحال چھوڑ دیں اور اس شرط پر آپ سے بیعت کر لیں کہ آپ کے بعد یہ نبوت مجھے ملے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں آنکھ جیسی نعمت کی قسم ہرگز نہیں بلکہ خدا تجھے غارت کرے۔ جب بنی حنیفہ کا وفد یمامہ واپس آیا تو مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور الرجال بن عنفوہ نے اس کے دعوے پر شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ساتھ شریک امر کر لیا ہے۔ بنی حنیفہ اور ان کے علاوہ دیگر اہل یمامہ اس کی پیروی کرنے لگے۔ اس نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط بھیجا: "مسیلمہ رسول اللہ کی جانب سے محمد رسول اللہ کے نام اما بعد! نصف زمین ہماری اور نصف قریش کی مگر قریش انصاف نہیں کرتے۔ والسلام علیک" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں تحریر کیا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد النبی کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ زمین اللہ کی ملک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے عاقبت پرہیزگاروں کے لیے ہے اور سلامتی اس پر جو راہ راست پر چلے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سراپائے شفقت و رحمت تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا مسیلمہ کو عذاب آخرت سے ڈرایا اور دعوت حق دی مگر وہ باز نہ آئے۔

درحقیقت جس بات نے مسیلمہ کی طاقت میں اضافہ کیا وہ نہار الرجال کا اس سے مل جانا تھا۔ یہ شخص اسی علاقے کا رہنے والا تھا اور ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا تھا۔ اس نے قرآن مجید پڑھا اور دین کی تعلیم حاصل کی۔ چونکہ بڑا ذہین تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل یمامہ کو دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور لوگوں کو مسیلمہ کی متابعت سے روکنے کے لیے بطور معلم خود روانہ کیا تھا لیکن وہ مسیلمہ سے بھی زیادہ فتنہ پرور نکلا۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ مسیلمہ کی اطاعت قبول کرتے جا رہے ہیں تو وہ لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو سرخرو کرنے کے لیے ان سے مل گیا اور مسیلمہ کی چرب زبانی اور لالچ دلانے پر مرتد ہو گیا اور رسول اللہ کی جانب سے یہ جھوٹا قول بھی منسوب کر دیا کہ مسیلمہ کو ان کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ اہل یمامہ کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا ہے۔ چنانچہ لوگ جوق در جوق مسیلمہ کے پاس آنے لگے اور نبی کے رسول کی حیثیت سے اس کی بیعت کرنے لگے۔ مسیلمہ نے یمامہ کا حرم بھی متعین کر لیا اور چند دنوں میں اس کی قوت میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ مسیلمہ نے نہار الرجال کو اپنا خاص معتمد بنا لیا اور اس کے مشورے سے نبوت کا کام انجام دینے لگا اور اس کے عوض نہار الرجال کو دنیا بھر کی نعمتیں میسر آگئیں۔

علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ مسیلمہ کا قد ٹھگنا، چہرہ نہایت زرد اور ناک چپٹی تھی اور ابو ثمامہ اس کی کنیت تھی۔ بعض ابو ثمادہ کہتے ہیں۔ ایک شخص جس کا نام حجیر تھا اس کے لیے اذان دیا کرتا تھا۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

اس پر ایک نے کہا کہ افصح حجیر یعنی حجیر بڑا فصیح ہے اور اس کا یہ فقرہ ضرب المثل ہو گیا۔ البتہ تاریخ طبری (جلد ۳ صفحہ ۲۴۴) میں مذکور ہے کہ مسیلمہ کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان بھی جاتی تھی اور اذان میں برابر اشہدان محمد رسول اللہ کی گواہی دی جاتی تھی اور مسیلمہ کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اقامت حجیر بن عمیر کہتا تھا مگر جب مسیلمہ کے ایلچی جن میں یہ عبداللہ بن نواحہ بھی موجود تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھا۔

حضورِ پاکؐ: تم لوگوں کا یعنی تمہارا مسیلمہ کے دعویٰ نبوت کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔

ایلچی:۔ ہم لوگوں کا قول یعنی جو حضرت مسیلمہ کہتے ہیں ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضورِ پاکؐ۔ اگر ایلچیوں کا قتل کرنا خلافِ اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔

مسیلمہ کی ترقی کا راز دراصل قومی عصبیت اور قبائلی خود مختاری کا جذبہ تھا ورنہ جہاں تک اس کے معجزات دکھانے کا تعلق ہے۔ نہ لوگوں نے اس کا کوئی معجزہ دیکھ کر اسے قبول کیا اور نہ اس کی خودساختہ وحی سے متاثر ہو کر اس پر ایمان لائے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس قومی عصبیت کی نشاندہی کرتا ہے۔

ایک دفعہ طلحہ نمری یمامہ آیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا۔

"مسیلمہ کہاں ہے؟"

"تم اس کا نام اس قدر بے ادبی سے لیتے ہو حالانکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔" لوگوں نے کہا۔

اس نے کہا "میں تو اس کو اس وقت تک رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جب تک اس سے مل لوں۔ تم مجھ کو اس کے پاس لے چلو۔"

مسیلمہ کے پاس پہنچ کر طلحہ نے پوچھا: "تمہارے پاس کون آتا ہے؟"

"رحمان" مسیلمہ نے جواب دیا۔

روشنی میں یا اندھیرے میں؟

"اندھیرے میں۔"

اس پر طلحہ بولا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں لیکن اپنا کذاب ہمیں دوسروں کے سچے سے زیادہ محبوب ہے چنانچہ اس نے مسیلمہ کی اطاعت قبول کرلی اور اسی کے ہمراہ جنگ یمامہ میں لڑتا ہوا مارا گیا۔

مسیلمہ کے خلاف اصل میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عکرمہؓ بن ابوجہل کو بھیجا تھا اور اس کے پیچھے شرحبیلؓ بن حسنہ کو ایک لشکر دے کر اس کی مدد کے لیے روانہ کیا تھا۔ مگر عکرمہؓ یمامہ کی جانب بڑھتا چلا گیا اور شرحبیلؓ کے پہنچنے کا انتظار نہ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ مسیلمہ پر فتح یاب ہونے کا فخر تنہا اسی کے حصے میں آئے۔ عکرمہؓ ایک تجربہ کار ماہر جنگ اور دشمن کو خاطر میں نہ لانے والا شہسوار تھا۔ اس کی فوج میں بڑے بڑے بہادر شامل تھے جو پچھلی جنگوں میں لوگوں پر اپنے کارناموں کی دھاک بٹھا چکے تھے لیکن اس کے باوجود وہ مسیلمہ کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکا اور بنو حنیفہ نے اسے شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ عکرمہؓ نے اپنی ہزیمت کا سارا حال حضرت ابوبکرؓ کو لکھ بھیجا جسے پڑھ کر آپ بہت خفا ہوئے اور اس وقت عکرمہؓ کو لکھا۔

"اے ابن ام عکرمہ! (اے عکرمہ کی ماں کے بیٹے) میں تمہاری صورت دیکھنے کا مطلق روادار نہیں، تم واپس آ کر لوگوں میں بزدلی پھیلانے کا باعث نہ ہو بلکہ حذیفہ اور عرفجہ کے پاس جا کر اہل عمان اور مہرہ سے لڑو اور ان کے دوش بدوش مرتدین سے جنگ میں حصہ لو۔"

مسیلمہ کی قوت بڑھ جانے اور اس کے مقابلے میں عکرمہؓ کے شکست کھانے کے باعث حضرت ابوبکرؓ کے لیے ضروری ہو گیا کہ وہ خالدؓ بن ولید کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کریں چنانچہ انہوں نے شرحبیلؓ بن حسنہ کو لکھا کہ جب تک خالدؓ اس کے پاس نہیں پہنچ جاتے وہ جہاں پہنچ چکا ہے وہیں ٹھہرا رہے۔

بطاح سے خالدؓ اپنے لشکر اور حضرت ابوبکرؓ کی بھیجی ہوئی کمک لے کر بنی حنیفہ کی طرف چلے۔ وہ تعداد اور قوت میں خالدؓ کے اصل لشکر سے کم نہ تھی۔ اس میں مہاجرین اور انصار کے علاوہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کفار سے لڑائیاں لڑی تھیں۔ ان قبائل کے لشکر میں شامل تھے جن کا شمار عرب کے طاقتور اور جنگجو قبائل میں ہوتا تھا۔ انصار ثابتؓ بن قیس اور براءؓ بن مالک کی سرکردگی میں تھے اور مہاجرین ابوحذیفہؓ بن عتبہؓ اور زیدؓ بن خطاب کے ماتحت تھے۔ ان لوگوں میں قرآن مجید کے حافظوں اور قاریوں کی بڑی بھاری تعداد تھی۔ اس طرح ایک خاص دستہ اصحابؓ کا بھی تھا جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا تھا۔ لشکر کی تعداد تیرہ ہزار بتائی گئی ہے۔

ابھی خالدؓ یمامہ کے راستے ہی میں تھے کہ مسیلمہ کی فوجوں نے شرحبیلؓ کی فوج سے ٹکر لی اور اسے پیچھے ہٹا دیا۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ شرحبیلؓ نے بھی وہی کیا جو اس سے پہلے عکرمہؓ کر چکے تھے یعنی وہ مسیلمہ پر فتحیابی کا فخر خود حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن انہیں واقعات کا علم ہوا تو آپ شرحبیل پر نہایت خفا ہوئے۔ خالدؓ کا خیال تھا کہ اگر دشمن سے ٹکر لینے کی طاقت نہ ہو تو اس کے مقابلے سے گریز کرنا چاہیے جب تک کہ مطلوبہ طاقت حاصل نہ ہو جائے۔ بہ نسبت اس کے کہ طاقت نہ ہونے کے باوجود دشمن سے لڑائی مول لی جائے اور نتیجے میں شکست کھانی پڑے۔

حضرت خالدؓ نے دونوں لشکروں کے ہمراہ یمامہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اسی دوران بنی حنیفہ کا ایک سردار مجاعہ بن مرارہ بن عامر اور بنی تمیم کے چند اشخاص سے اپنے کسی رشتہ دار کے قتل کا انتقام لینے کے لیے کچھ لوگوں کے ہمراہ نکلا۔ اس نے ان قبائل میں پہنچ کر اپنا قصاص لیا اور واپس چل پڑا۔ جب وہ لوگ ثنیۃ الیمامہ پہنچے تو تھکاوٹ کی وجہ سے بے خبر ہو کر سو گئے۔ اتنے میں حضرت خالدؓ کا لشکر وہاں پہنچ گیا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھے۔ حضرت خالدؓ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس خیال سے کہ یہ ان سے لڑنے نکلے ہیں انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے لڑنے کے لیے نہیں بلکہ بنو تمیم سے انتقام لینے کے لیے نکلے تھے۔ اس پر حضرت خالدؓ نے پوچھا "اسلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

انھوں نے کہا: "ایک نبی تم میں ہے اور ایک نبی ہم میں!"

اس پر حضرت خالدؓ نے انھیں قتل کرا دیا۔ اس وقت ایک آدمی ساریہ بن عامر نے عین اس وقت جب تلوار اس کا گلا کاٹنے والی تھی مجاعہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: "اگر تم دربار یمامہ کو اپنے تصرف میں لینا چاہتے ہو تو مجھے اور اس شخص کو اپنی پناہ میں لے لو۔ حضرت خالدؓ نے مجاعہ کو جو کہ بنی حنیفہ کے سرداروں میں تھا اس خیال سے قتل نہ کیا کہ شاید آگے چل کر اس سے کچھ کام نکل سکے۔ چنانچہ اسے لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ کر اپنے خیمے میں ڈال دیا اور اپنی اہلیہ لیلیٰ ابن تمیم کو جس سے اس کے خاوند مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد آپ نے شادی کر لی تھی اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا۔

حضرت خالدؓ اسی روز جب انھوں نے مجاعہ کو قید کیا تھا مسیلمہ کی فوج کے مقابلے میں آ گئے۔ مسیلمہ نے اپنا لشکر یمامہ کی ایک جانب عقربا میں جمع کیا جو یمامہ کی سرحد پر اس کے کھیتوں اور سرسبز علاقے کے سامنے واقع ہے اور سارا مال و اسباب لشکر کے پیچھے رکھا۔ اس کا لشکر چالیس ہزار اور بعض روایتوں کے مطابق ستر ہزار تھا۔ ایسے عظیم الشان لشکر سے مسلمانوں کا واسطہ کم ہی پڑا تھا۔ تمام عرب بلکہ ایران

باشندے بھی بڑی بے صبری سے اس جنگ کے نتیجے کے منتظر تھے. مسیلمہ کا لشکر اس پر کامل ایمان رکھتا تھا اور اس کی راہ میں کٹ مرنے پر تُلا ہوا تھا. علاوہ ازیں حجاز و عرب کی دیرینہ دشمنی بھی مسلمانوں کے خلاف بنی حنیفہ کے اس جوش و خروش میں مزید اضافے کا باعث بنی. بنی حنیفہ کے بڑے سردار محکم بن طفیل جسے محکم الیمامہ کے منصب پر فائز کیا گیا تھا اس نے اپنے علاقے کے تمام مشاہیر کو طلب کر کے کہا. خالدؓ بن ولید تمھاری تخریب اور بربادی کے لیے ایسی فوج کے ساتھ آیا ہے جو حیات ابدی کے لیے اپنی جان عزیز کو حقیر سمجھتے ہیں: "اس پر اہالیان یمامہ نے جواب دیا، "لڑائی میں ہم ایسی بہادری دکھائیں گے کہ خالدؓ اپنی جرأت پر نادم ہوگا اور اگر موت کے پنجے سے رہائی پا سکے تو مدینہ پہنچ کر ہی دم لیں گے: محکم بن طفیل نے ان کی تعریف کی اور کہا تمھیں ایسا ہی کرنا چاہیئے.

حضرت خالدؓ بن ولید اپنی مسند پر بیٹھے تھے اور عمائدو اشراف اُن کے پاس تھے فوجیں میدان جنگ میں ایک دوسرے کے سامنے تھیں. بنی حنیفہ کی سمت سے روشنی دیکھی تو حضرت خالدؓ نے کہا "اے مسلمانو! اللہ نے تمھیں دشمنوں کے بارے میں سبکدوش کر دیا ہے. کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان میں بعض نے بعض پر تلواریں کھینچ لی ہیں میرا خیال ہے ان میں باہم اختلاف ہو گیا ہے اور ان کی قوت آپس میں صرف ہونے لگی ہے: مجاعہ جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا حضرت خالدؓ کے عقب میں موجود تھا. اس روشنی کو دیکھ کر کہنے لگا کہ جو بات آپ سمجھے ہیں یہ نہیں ہے بلکہ یہ چمک بنی حنیفہ کی ہندی تلواروں کی ہے جن کے لڑائی میں ٹوٹ جانے کے خوف سے انہوں نے ان کو نرم کرنے کے لیے دھوپ دکھائی ہے اور واقعتاً یہی تھا.

لڑائی کا میدان جنگ وادی حنیفہ تھا. وادی کا شمالی کنارہ تقریباً سو فٹ اونچا تھا اور جنوبی کنارہ دو سو فٹ وادی کے شمال میں جبلیہ کی بستی کے پاس مسیلمہ کی فوج کا پڑاؤ تھا اور اس کے پیچھے عقربا کا میدان اور تقریباً دو میل دور وہ ریاض نامی باغ جسے مسیلمہ کی ملکیت کی وجہ سے حدیقۃ الرحمان کہا جاتا ہے واقع تھے. اس کے برعکس اسلامی فوج وادی کی جنوب میں خیمہ زن تھی

باقی صفحہ پر

عیّار گرگٹ

شاہین اقبال اثر — کراچی

مرزا رنگ بدلنے والا گرگٹ بھی تھا عیار بھی تھا
طالبِ جادۂ حق کی خاطر رستے کی دیوار بھی تھا

پاک ستانی قوم کا میرے دوستو وہ غدار بھی تھا
انگریزوں کا کرتا دھرتا ملحد کا ہتھیار بھی تھا

بدخو اور بدگو تھا، حد درجہ بداطوار بھی تھا
وہ الہامی گرگٹ یارو گستاخِ سرکار بھی تھا

عقل و خرد سے بیگانہ تھا اہلِ جنوں کی ہار بھی تھا
عرشِ بریں کا دھتکارہ وہ فرشِ زمیں پر بار بھی تھا

مشکورِ انگریز بھی تھا وہ ممنونِ کفار بھی تھا
دجالی ایجنٹ بھی تھا اور ابلیسی شہکار بھی تھا

مرزا کا وہ دین نہیں تھا اس کا کاروبار بھی تھا
کیونکہ محنت کر کے کھانا مرزا کو دشوار بھی تھا

غلامِ احمد نہیں تھا وہ، ہاں غلامِ احمق تھا
کیونکہ سارے کم فہموں کا مرزا ہی سردار بھی تھا

میں کیا کہتا ہوں اے لوگو اس کے حامی کہتے ہیں
مرزا پر شہوت غالب تھی مرزا بدکردار بھی تھا

دل کو موہنے والے حربوں سے بھی بخوبی واقف تھا
دعوئی نبوت کرنے والا پائے کا فنکار بھی تھا

اس سے مدد لی، اس سے مدد، اس نے دیا کچھ اس نے دیا
اوروں کے بل پر جینے والا کہنے کو خود دار بھی تھا

دشتِ ویراں سے بھی زیادہ ویراں اس کی ہستی تھی
گلشن ایماں کے رستے کا وہ نوکیلا خار بھی تھا

حق سے بالکل انجانا باطل کا اک خفیہ خزانہ
لوگو وہ بدنامِ زمانہ جھوٹا تھا مکار بھی تھا

زیادہ کچھ نہیں معلوم ہے لیکن اتنا سنتے ہیں
ظاہر میں جو پارسا تھا وہ باطن میں بدکار بھی تھا

سرکاری دولت کی لالچ جاتی بھی تو کیسے اثر
نفس اور شیطاں کے پھندوں سے بے چارہ لاچار بھی تھا

مسئلہ ختمِ نبوۃ
چند احادیثِ نبویؐ اور اجماعِ اُمّت

از علامہ شمس الحق افغانیؒ

حدیث اور ختم النبوۃ

(۱) عن ابی ہریرۃ مرفوعاً ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔

ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو آراستہ کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ کونے میں چھوڑ دی لوگ اس کے پاس گذرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی فرمایا وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(۲) ان لی اسماء انا محمد وانا احمد الی قولہ وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔

(بخاری و مسلم)

میں محمد ہوں، احمد ہوں، عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ باب ا۔ بخاری و مسلم)

(۳) لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔

(مشکوٰۃ مناقب عمرؓ۔ ازالہ اوہام ص [illegible])

(۴) کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔

بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی جب ایک نبی فوت ہوتا تو اس کا جانشین نبی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا پس کثرت ہوں گے۔ (بخاری ج ا ص ۴۹۱ و مسلم کتاب الایمان)

مرزا لکھتے ہیں۔ وحی و رسالت ختم ہوگی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی (مکتوب مرزا تشحیذ الاذہان ج ۷ ص ۱)

(۵) ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ (ترمذی وغیرہ)

تحفہ بغداد مرزا ص ۲۰ مرزا ازالہ اوہام ص ۶۱۴ میں لکھتے ہیں۔ اب وحی و رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔ آئینہ کمالات ص ۳۷۷ پر لکھتے ہیں۔ ہرگز نہ ہوگا کہ اللہ ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی کرکے بھیجے اور یہ نہ ہوگا کہ سلسلہ نبوت کو اس کے منقطع ہو جانے کے بعد جاری کر دے۔ حمامۃ البشریٰ ص ۳۴ پر لکھتے ہیں آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ حقیقہ ص ۶۴ ضمیمہ عربی میں لکھتے ہیں۔ ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین۔

(۶) عن ابی موسیٰ مرفوعاً انا محمد وانا احمد وانا المقفی۔ (رواہ مسلم ج ۲ ص ۲۶۱) قال النووی المقفی العاقب یعنی میں آخر الانبیاء ہوں۔

(۷) ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ذر مرفوعاً یا ابا ذر اول الانبیاء آدم وآخرھم محمد۔ پہلا نبی آدم اور آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کو صحیح کہا۔ مرزا نے حقیقۃ الوحی ص ۱۴۱ پر لکھا۔ اور سب سے آخر محمد مصطفیٰ کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور ختم الرسل ہیں۔

(۸) عن ابی امامۃ مرفوعاً انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔ میں آخر الانبیاء اور تم آخر الامم ہو۔ (ابن ماجہ)

(۹) عن ابی ہریرۃ مرفوعاً لیس یبقی بعدی من النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ (نسائی و ابوداؤد) میرے بعد سوائے رؤیا صالحہ کے کوئی جزء باقی نہیں رہا۔ اسی طرح انا آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد (مسلم ج ۱ ص ۴۴۶) وفی البزار ومسجدی آخر مساجد الانبیاء۔ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد، مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔ اسی طرح دو سو سے زائد احادیث ختم نبوت سے متعلق موجود ہیں اور اسی پر عقیدہ قائم ہوا ہے قرآن کی کسی آیت اور احادیث میں سے کسی حدیث میں سلسلہ نبوت کے جاری کرنے کی خبر نہیں دی گئی اور نہ صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین اور نہ مابعد زمانہ میں مرزا کے علاوہ کسی کا یہ عقیدہ رہا ہے۔ ایسی صورت میں محض قیاسی آراء اور نو تراشیدہ تاویلات سے اجراء نبوت کا عقیدہ پیدا کرنا کس قدر عقل اور دین سے محرومی کی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف ۔ ۹۱ ۔ صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۔ ۷۳۵۵۷۳ ۔

دلیل ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ ھٰذِہِ الشَّقَاوَۃِ۔

ختم نبوت اور اجماعِ امت

ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اس امت میں پہلا اجماع دعویٰ نبوت کی وجہ سے مسیلمہ کذاب کے کفر و قتل پر ہوا اور اس کی دیگر برائیاں صحابہ کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئیں اور اسی طرح کا اجماع بلافصل قرنا بعد قرن مدعی نبوت کے کفر و ارتداد اور قتل پر جاری رہا اور تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی کوئی تفصیل نہیں ہو سکی گئی۔ خاتم النبیین لشیخ الانور ص ۳۳ و ۳۴ علامہ قاری شرح فقہ اکبر مجتبائی ص ۲۰۲ میں لکھتے ہیں۔ دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ اسی طرح عام کتب تفسیر و شروح حدیث اور کتب کلام میں اجماع مدعی نبوت کے کفر پر اجماع امت کی تصریح کی گئی ہے۔

ختم نبوت اور روایت

اللہ کے سوا ہر چیز کے لئے ابتداء اور انتہا ہوتی ہے۔ نبوت کے لئے بھی ابتداء اور انتہا کا ہونا ضروری ہے۔ انسانی زندگی کا ابتدائی زمانہ طفولیت کا تھا بتدریج انسانی عقل میں ترقی ہوتی گئی۔ تو جس طرح عہد طفولیت کا لباس طفل کی بدنی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے اسی طرح عقل و شعور انسانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی لباس یعنی شریعت کا بدل جانا بھی ضروری تھا۔ اس لئے مختلف نبوتیں اور شریعتیں آتی رہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے زمانے تک عقل و شعور انسانی کی نشو و نما مکمل ہوئی تو ضرورت تھی کہ اس وقت انسان کو کامل شریعت اور نبوت کی نعمت عطا کی جاتی جس کو قرآن نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا اعلان کر کے شریعت کامل عطا کر دی گئی کا اعلان کیا اور اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ میں حفاظتِ دین و شریعت کا بھی اعلان ہوا تاکہ مستقبل میں نوعِ انسانی کسی جدید نبی کی آمد سے بے نیاز ہو کر اس کے انتظار میں نہ رہے کہ نبی کے آنے کا مقصد یا تکمیل دین ہے یا حفاظت دین، وہ دونوں مکمل ہو چکے۔ باقی تبلیغ، تو یہ امت اور علماء کا کام ہے جس کے لئے نبی کی ضرورت نہیں جیسے قرآن میں ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ اور یہی فریضہ تبلیغ امت نے۔ صرف شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بقول ڈاکٹر اسمتھ نوے لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ ملاحظہ ہو نقش حیات۔ اور تاریخ اسلام بھی اس کی شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے بعد تقریباً لاکھ سوا لاکھ مسلمان چھوڑے۔ لیکن آج ستر کروڑ مسلمان ہیں جو امت کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ یہ کس قدر نامعقول امر ہے کہ امت کی کوششوں سے جو ستر کروڑ مسلمان پیدا ہوئے ہیں، اس کے بعد ایک ایسے نبی کی آمد ضروری ہے جو ان ستر کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کر کے صرف اپنے چند مریدوں میں اسلام کی وسعت کو منحصر کر دے گویا اس کی آمد کفار کو مسلمان بنانے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے تھی۔

نوٹ:- اب دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب ہے۔

انبیاء کرام رضی
کے بعد سب سے افضل شخصیت
سیدنا ابوبکر صدیق رضی
عزیز اللہ اینڈ کو ٹھٹہ

- جن کی گود حضورؐ کے لئے آرام گاہ بنی
- جو حضورؐ کو دیکھے بغیر بے چین و بے قرار رہتے تھے
- جن کی ایمانی تائید اسلام کی اشاعت کا سبب بنی

باقی صفحہ ۲۷ پر

خالص اور سفید
صاف و شفاف
شکر (چینی)
باوانی شوگر ملز لمیٹڈ کراچی
پتہ
حبیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ) کراچی

مرتد کی شرعی سزا کے نفاذ کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کا مسودہ اسمبلی میں پیش کیا جائے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں سے مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو قادیانی بنانے پر پابندی لگانے کے لئے مرتد کی شرعی سزا موت نافذ کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کا منظور شدہ مسودہ قانون جلد قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ اور قادیانی غیر مسلموں کی دل آزار اور غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے اینٹی قادیانی آرڈیننس اور دیگر غیر قانونی کے تحت مؤثر کارروائی کی جائے انہوں نے کہا کہ قادیانی انسانی حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں جبکہ وہ آئین اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرتے ہوئے خود کو مسلمان کہنے پر بضد ہیں جو ملکی بغاوت ہے اور قادیانی مذہب کی تبلیغ پر قادیانیوں کے خلاف زیر دفعہ 298 سی اور 298 بی کے تحت پرچے درج کرائے جا رہے ہیں۔ اور عدالتوں سے سزائیں سنائی جا رہی ہیں۔ انہوں نے قادیانیوں کو متنبہ کیا کہ جب تک وہ خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے ان کا تعاقب جاری رہے گا۔ ان کا کوئی انسانی حقوق نہیں ہے اور نہ ہی ربوہ میں ان کے جلسے ہونے دیئے جائیں گے اور ان کی عبادت گاہوں کی شکل تبدیل کرائی جائے گی اور مسلمانوں کی طرح عبادت کرنے سے روک دیا جائے گا ان کا سخت محاسبہ کیا جائے گا۔

ربوہ کا نام صدیق آباد رکھنے کی رپورٹ طلب کر لی گئی

فیصل آباد (نامہ نگار) بورڈ آف ریونیو پنجاب نے ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھنے کے بارے میں کمشنر فیصل آباد سے رپورٹ طلب کر لی ہے جبکہ اس سلسلہ میں 11 اکتوبر 1989ء کو بھی تحریر کیا گیا تھا۔ اس امر کی اطلاع بورڈ آف ریونیو پنجاب کے رلیسرچ اینڈ گزیٹر سیل نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد کو دی ہے جنہوں نے ایک یادداشت کے ذریعہ وزیر اعلیٰ پنجاب سیکرٹری بلدیات اور ممبر ریونیو بورڈ آف ریونیو پنجاب سے مطالبہ کیا تھا کہ اسلامیان پاکستان کے متفقہ فیصلے کے پیش نظر ربوہ کا نام تبدیل کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک نام پر صدیق آباد رکھا جائے اور چھیر مین ٹاؤن کمیٹی کے تجویز کردہ نام مسترد کر دیئے جائیں۔ تاکہ قادیانی غیر مسلم اندرون اور بیرون ملک ربوہ کے نام سے مسلمانوں کو گمراہ کرنا بند کر دیں۔

اخبارِ ختمِ نبوت

راولپنڈی میں ختم نبوت سے متعلق تنظیموں کا مشترکہ اجلاس

راولپنڈی ڈویژن کی تمام ختم نبوت تنظیموں کا مشترکہ ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت ضلعی امیر ختم نبوت تنظیم مولانا احسان احمد دانش نے کی۔ اجلاس میں عالمی مجلس ختم نبوت کے صوفی محمد ریاض حضرت مولانا قاری محبوب الرحمٰن بالاکوٹی مشتاق محمود احمد اور انجمن سپاہ ختم نبوت کے اشفاق ارشد مشتاق، ارشد محمود طاہر رزاق، نزاکت علی، خورشید احمد بابر، ختم نبوت اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے کامران، سردار عابد اقبال، عمران چوہدری ظہیر گل نے شرکت کی۔ بشمول اجلاس سے ضلعی امیر احسان دانش نے خطاب کرتے ہوئے اس امر پر سخت احتجاج کیا کہ آئین پاکستان دفعہ 298 کے تحت کوئی بھی قادیانی خواہ وہ قادیانی ہو یا لاہوری اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کوئی قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتا بلکہ کھلے عام قادیانی اس آرڈیننس کی جسے مرحوم ضیاء الحق نے نافذ کیا تھا۔ دھجیاں بکھیر رہے ہیں اور انتظامیہ کو تنبیہ کرنے اور رد عمل کرنے کے باوجود قادیانیوں کے ہاتھ میں کھلونا بنی ہوئی ہے۔ قاری محبوب الرحمٰن بالاکوٹی نے خطاب کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ کو متنبہ کیا کہ وہ فوری اس کا نوٹس لے ورنہ حالات کی تمام تر ذمہ داری حکومت اور قادیانیوں پر ہوگی انجمن سپاہ ختم نبوت کے اشفاق نے کہا کہ اگر انتظامیہ نے فوری کارروائی نہ کی تو طلباء راست اقدام کریں گے ختم نبوت سٹوڈنٹس فیڈریشن کے کامران قریشی نے کہا کہ قادیانیت کے مسئلہ پر حکومت کو مسلمانوں کے احساسات و جذبات کا احترام کرنا ہوگا۔ انہوں نے قائدین ختم نبوت کو یقین دلایا کہ وہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اجلاس کے آخر میں ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ

آہ! مولانا نعیم آسی رحمہ اللہ

تحریک ختم نبوت 1984ء کے پرجوش راہنما اور ہفت روزہ ترجمان الجمعیۃ لاہور کے ایڈیٹر اور ہفت روزہ چٹان لاہور کے سب ایڈیٹر جمعیت علماء اسلام پنجاب کے فعال ورکر جناب مولانا نعیم آسی گذشتہ ماہ ٹریفک کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بیک وقت خطیب، ادیب، صحافی، سیاسی ورکر اور تحریک ختم نبوت کے نڈر اور بہادر رضا کار تھے تحریک 1984ء میں سیالکوٹ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ترغیب و تحریص اور خوف و ابتلا ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔

مرحوم مجاہد تحریک ختم نبوت آغا شورش کاشمیری کے بعد چٹان میں قادیانیت کا پرزور تعاقب کرتے رہے زبان و قلم کے دھنی تھے مزاج میں نفاست تھی قوت استدلال میں وافر حصہ رکھتے تھے۔

مرحوم کی جواں مرگی کا صدمہ جہاں مرحوم کے پسماندگان کے لئے باعث رنج و الم ہے وہاں اس صدمہ سے تحریک ختم نبوت کا ہر ورکر نڈھال ہے مولائے کریم مرحوم کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور گناہوں اور خطاؤں سے درگذر فرما کر انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دیں۔

قارئین ختم نبوت سے استدعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

(ادارہ)

۱۔ قادیانی عبادت گاہ واقع سرگودھا روڈ سے جلد از جلد کلمہ طیبہ محفوظ کیا جائے۔

۲۔ قادیانیوں کے تمام ماہنامہ رسائل سرت ڈائجسٹ، انصار اللہ، ماہنامہ خالد لاہور، الفضل ہفت روزہ اور پندرہ روزہ اور روزنامہ الفضل پر مکمل پابندی لگائی جائے۔

۳۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۴۔ شریعت بل فوری منظور کیا جائے۔

راولپنڈی میں قادیانیوں کو سانپ سونگھ گیا

کچھ عرصہ قبل قادیانی راولپنڈی میں دندناتے پھرتے تھے اور نوجوانوں کو آنکھیں دکھاتے تھے مگر الحمد للہ اب نوجوان کی شب و روز کی محنت رنگ لائی کہ قادیانی اپنی ٹوپیاں بغل میں چھپا کر لے جاتے ہیں۔ اور سرکلر روڈ جس پر ختم نبوت کا عالیشان دفتر واقع ہے گذرنا بھول گئے ہیں۔ حال ہی میں قادیانیوں کے کفر گڑھ مرزا گڑھ مری روڈ کے سامنے پولیس کے پہرے کے باوجود ختم نبوت کے جیالے رضا کاروں نے خود مرزائیوں نے آنجہانی مرزا غلام قادیانی کی ملعون تصویر تقسیم کی جس کے چاروں طرف جوتوں کا ہار تھا۔ قادیانی بڑے شوق سے وہ تصویر لیتے مگر جب ان کی نظر مرزا کی منحوس شکل پر پڑتی تو چہرہ چھپا کر کے دم دبا کر ایسے بھاگتے جیسے چور گرفتاری اور مالک مکان کی آمد کے خوف سے بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن کسی قادیانی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ ختم نبوت مجاہدین کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔

راولپنڈی میں ختم نبوت اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا تربیتی کنونشن

ختم نبوت اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام ایک تربیتی کنونشن منعقد ہوا جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ جناب غلام مصطفٰے چنیوٹی آبادی نے کی کنونشن کا آغاز قاری محمد آصف نے تلاوت کلام پاک سے کیا نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ضیا محسن اور ضیا حسن نے پیش کی۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد احسان دانش نے کہا کہ سو سالہ قربانیوں کے بعد ۷۴ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا جا چکا ہے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے ۸۴ء میں قادیانیوں کو شعائر اسلام کو استعمال کرنے پر مکمل پابندی لگ چکی ہے مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ انتظامیہ اور حکومت اپنے ہی قانون پر عمل کرانے میں ناکام ہو چکی ہے اور نہ ہی کسی قادیانی فرد نے اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کیا ہے اسی لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کو پورے ملک میں قادیانیوں کی توہین رسالت، اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کو روکنے کے لئے دن رات کام کرنا پڑتا ہے

کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت وارڈ نمبر ۳ کے ناظم صوفی محمد ریاض خان نے کہا کہ اس پرفتن دور میں نوجوانوں کو جس طرح پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں، وہ انتہائی قابل تحسین ہے اور ختم نبوت کا تحفظ کرنا تمام عالم کے مسلمانوں کا فرض ہے کنونشن سے ارشد محمود کامران قریشی نے اور مرکزی مبلغ مولانا غلام مصطفٰے چنیوٹی آبادی نے بھی خطاب کیا۔

لاھور میں ختم نبوت لائبریری کا قیام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے دفتر میں "ختم نبوت لائبریری" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، باذوق حضرات دفتری اوقات میں استفادہ کر سکتے ہیں نیز لائبریری کے لئے دینی علمی ادبی کتب کی ضرورت ہے بالخصوص تفاسیر قرآن اور صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر کتب کا عطیہ بھیج کر صدقہ جاریہ میں حصہ لیجئے۔

رابطہ کیلئے:۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی

دفتر ختم نبوت بیرون دہلی گیٹ ۸۵، سرکلر روڈ لاہور

فون نمبر: ۵۲۳۴۳

سود ایک لعنت ہے

سود خوری کی مذمت میں کئی آیات نازل ہوئی ہیں اور بہت سی احادیث بھی اس سلسلے میں وارد ہوئی ہیں جیسا بخاری اور ابوداؤد کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم پر نقش گودنے والے اور گدوانے والے سود لینے والے اور سود دینے والے پر لعنت کی ہے اور کتے کی قیمت لینے اور بدکاریوں سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سود لینے والا، گواہ بننے والا اس کی تحریر کرنے والے جبکہ اسے معلوم ہو کہ یہ تحریر سود کے لئے ہو رہی ہے صدقہ سے انکار کرنے والا اور بدوی جو ہجرت کے بعد پھر مرتد ہوا سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملعون قرار پائے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "چار شخص ایسے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے لازم کر دیا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ ہی وہ اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے شرابی، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان۔"

حاکم کی ایک روایت ہے جسے صحیح قرار دیا گیا ہے کہ سود کے تہتر دروازے ہیں جن میں سے سب سے کمتر یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔ بزاز نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ سود کے کچھ اوپر ستر اقسام ہیں اسی طرح شرک بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ درہم جو انسان سود میں لیتا ہے اللہ کے نزدیک حالت اسلام میں ۳۳ تینتیس زنا کرنے سے بھی بدتر ہے اس روایت کی سند میں انقطاع ہے اور ابن ابی الدنیا اور بغوی نے اسے موقوفاً حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے اور یہ صحیح ہے اور یہ حدیث موقوف بھی حدیث مرفوعا کے حکم میں ہے کیونکہ ایک سودی درہم کا مذکورہ بالا تعداد میں زنا کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا گناہ ہونا کوئی کے بغیر معلوم ہونا ناممکن ہے گویا کہ انہوں نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی۔

طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ناجائز طور پر کسی ظالم کی اعانت کی تاکہ وہ کسی کا مال دبا لے تو ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہے اور جس

کا گوشت مال حرام کھا کر جو بعد جہنم ایسے شخص کی زیادہ مستحق ہے اور سب سے بڑا سود یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کے مال کی طرف ہاتھ لمبا کرے، سود میں اپنے مسلمان بھائی کا مال ہے۔

حاکم نے سند حدیث کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو پکا ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا جب کسی شہر میں زنا اور سود عام ہو جائے تو انہوں نے خود ہی اللہ کے عذاب کو دعوت دے دی ہے۔ احمد نے یہ حدیث نقل کی ہے ایسی قوم نہیں جس میں سود چل نکلے مگر وہ قحط سالی میں مبتلا کی جاتی ہے اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے خوف اور قحط میں مبتلا کر دیتا ہے خواہ بارش ہی کیوں نہ ہو جائے۔"

اصبہانی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں کی طرف سیر کرائی گئی تو میں نے آسمان دنیا میں ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے پیٹ بڑے بڑے گھڑوں جیسے تھے۔ ان کے پیٹ جھکے ہوئے تھے اور وہ فرعون کے پیروکاروں کے راستے میں پڑے ہوئے تھے اور وہ ہر صبح و شام جہنم کے کنارے کھڑے ہو کر کہتے۔ اے اللہ قیامت کبھی قائم نہ کرنا۔ میں نے پوچھا! جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کی کہ یہ آپ کی امت کے سود خور ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان آسیب سے باؤلا کر دیتا ہے طبرانی نے سند حدیث سے روایت نقل کی ہے آپؐ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے زنا سود اور شراب عام ہو جائے گی۔ ••

تقویٰ

مولانا محمد سلمان منصور پوری

حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (۱۲۰۸ھ ۱۳۱۳ھ) اپنے زمانہ کے بلند مرتبہ اولیاء اللہ میں سے تھے آپ زہد و تقویٰ کے اس مقام پر فائز تھے جہاں تک بہت کم لوگوں کو رسائی حاصل ہوتی ہے۔

آپ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے والد صاحب ساتھ مقدواں (جائے سکونت) سے جا رہے تھے والد صاحب کے ہاتھ میں ایک طوطے کا پنجرہ تھا ایک کھیت پر پہنچ کر آپ کے والد صاحب نے کاکن کے درخت کا خوشہ توڑ کر طوطے کے پنجرہ میں دے دیا۔ مولانا نے منع کیا مگر والد صاحب نے اس پر توجہ نہ دی اور آگے بڑھ گئے۔ کچھ دیر بعد پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو مولانا ساتھ نہیں بلکہ وہیں کھیت پر کھڑے ہیں۔ والد صاحب نے آواز دی کہ آتے کیوں نہیں؟

مولانا نے جواب دیا۔ کھیت کے مالک کے انتظار میں کھڑا ہوں جب وہ آئیگا تو اس سے معاف کراؤں گا کہ اس کے درخت کا خوشہ ہمارے پنجرہ میں ہے۔ یہ سنکر والد صاحب نے پنجرہ سے خوشہ نکال کر وہیں پھینک دیا۔ تب مولانا آگے سفر پر روانہ ہوئے۔

یہ واقعہ جہاں حضرت گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی سلامتی طبع اور کمال تقویٰ کی دلیل ہے وہیں ہمارے لئے اس میں عبرت کا سامان بھی ہے۔ معمولی سے درخت کا ایک خوشہ بظاہر کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن تقویٰ اور ورع کی نظر سے دیکھا جائے تو اس کی شرعی اہمیت ہے وہ شخص جس کو خوف خداوندی اور خشیت ایزدی کی نعمت حاصل ہے وہ سوچتا ہے کہ اس خوشہ کے بارے میں بارگاہ خداوندی میں جب سوال ہوگا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کیسے کیا گیا تو میں کیا جواب دوں گا!

حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ ایسا لباس ہے جس کو پہننے والا کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ تقویٰ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم الشان نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ اسی بناء پر قرآن کریم میں شرافت و کرامت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت تم میں سب سے زیادہ متقی شخص ہے۔) اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے باعزت بننے کی کوشش کرے اور یہ یقین رکھے کہ تقویٰ ہی اس کیلئے مصائب سے نجات اور ابدی فلاح و کامرانی کا ذریعہ بن سکتا ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جذبات و احساسات

جمیل بلوچ سرگودھا

محمدؐ کی عظمت پہ قربان جاؤں
میں ختم نبوت کی باتیں سناؤں
ہے ختم نبوت مسلماں کا مسئلہ
میں کیوں اس پر قربان ہو نہ جاؤں
ہمارے نبی ہیں تمہارے نبی ہیں
وہ دونوں جہانوں کے پیارے نبی ہیں
محمدؐ ہیں آقا، محمدؐ ہیں والی
محمدؐ کی صفتیں میں کیوں نہ گنواؤں
بعد از محمدؐ نبوت کا دعویٰ
جو بھی کرے گا وہ دجال ہوگا
!! دجال و کذاب مرزا تھا
میں چہرے سے پردہ کیوں نہ ہٹاؤں
ختم نبوت کے منکر نہ ہوں گے
ہمارے ملک میں یہ مرتد نہ ہوں گے
نہ گھبراؤ شبان میراں یہ آئے
جمیل اس کا پرچم میں کیوں نہ اٹھاؤں

بقیہ: افضل شخصیت

- جن کا مطمع نظر بغیر صاحب نبوت کی رضا کے کچھ اور نہ تھا۔
- جن کے کردار، گفتار اور حرکات و سکنات سے سنت نبویہؐ کی خوشبو مہکتی تھی۔
- جن کی ذات گرامی صفات کو حضورؐ نے بطور نمونہ پیش کیا۔
- جن کے احسانات عظیمہ کا اقرار حضورؐ کی ذات مقدس نے کیا
- جن کو "شب ہجرت" میں رفاقت کے لئے پروردگار عالم نے منتخب فرمایا۔
- جن کے دروازے پر حضورؐ بن بلائے تشریف لائے
- جن کی رفاقت کو تمام صحابہ کرامؓ کی رفاقت پر سرکار دو عالمؐ نے ترجیح دی۔

- جن کو اگر سانپ نے کاٹ لیا تو حضورؐ کی لعاب مبارک لگانے سے شفا نصیب ہوئی۔
- جن کے گھر سے حضورؐ کے لئے "طعام" غار میں پہنچتا رہا۔
- جن کو اللہ تعالیٰ نے نصرت خداوندی سے تعبیر کیا۔
- جو نبوتؐ درسگاہ کے پہلے طالب علم تھے۔
- جن کو غزوہ بدر میں حضورؐ نے لشکر میمنہ کا سردار بنایا۔
- ۹ھ میں جن کو امیر الحج کا خطاب دربار نبیؐ سے نصیب ہوا۔
- جنہوں نے فتنۂ ارتداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔
- جنہوں نے لشکر اسامہؓ روانہ کرنے میں ذرہ بھر تامل نہ کیا۔

بقیہ : جنگ یمامہ

مسیلمہ نے فوج کی صف بندی اس طرح کی تھی کہ میمنہ پر محکم بن طفیل اور میسرہ پر نہار الرجال اور قلب کو اپنی کمان میں رکھا اور اس کے مقابلے میں حضرت خالدؓ بن ولید نے میمنہ زیدؓ بن الخطاب میسرہ ابوحذیفہؓ اور قلب اپنے کمان میں رکھا تھا۔

باقی آئندہ

بقیہ : پروانے کو چراغ

اقبال یہ تلقین کرتے ہیں کہ مسلمان حکمران اپنے اندر حضرت صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کا سوز پیدا کریں اور اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ وہ انہیں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال کر دے۔

سوز صدیقؓ و علیؓ از حق طلب ذرۂ عشق نبیؐ از حق طلب

گرمی ہنگامہ بدر و حنین!

اقبال بدر و حنین کے معرکوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آج بھی وہ کفر و طاغوت کے خلاف جنگ کریں اور صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، حیدر کرارؓ اور حسینؓ ابن علیؓ کے اسوۂ حسنہ پر گامزن ہوں۔

گرمی ہنگامہ بدر و حنین
حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ

اقبال مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ وہ فرقہ بندیوں سے آزاد ہو کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کی عظمت و شان کا اعتراف کریں۔

اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہوشیار باش
اے گرفتار ابوبکرؓ و علیؓ ہوشیار باش

بقیہ : مکی زندگی

مبارک سے سننے کے مشتاق رہتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں فرماتے تھے کہ ابوبکرؓ وہ شب غار کی خدمت اور قتال مرتدین کا کارنامہ مجھے دے دیں اور میری عمر کے سارے اعمال لے لیں تو میں ہی فائدہ میں رہوں گا۔

بقیہ : عہد خلافت

کو واصل بحق ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں حضرت عمر فاروق سے فرمایا "ہل انت الا حسنۃ من حسنات ابی بکرؓ" یعنی اے عمر تو ابوبکر کی تمام نیکیوں میں سے ایک نیکی کے مرتبہ پر ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر کے فضائل و مراتب اور مناقب کا ذکر قرآن پاک کی بعض آیتوں احادیث کی مختلف کتابوں اور بزرگان دین کی متعدد تصانیف میں موجود ہے مگر اس تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کمال صدق عطا فرماتا ہے تو اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے لئے خداوند قدوس کے حکم کا منتظر رہتا ہے اللہ پاک اسے جس حالت میں رکھتا ہے وہ اس پر راضی برضا ہو جاتا ہے وہ حکم الٰہی کے سامنے سراپا تسلیم و انقیاد ہو جاتا ہے۔ یہی صورت حال سیدنا صدیق اکبر کی تھی نہ صرف یہ کہ آپ خدا اور رسول کے احکام کے لئے سراپا تسلیم و انقیاد تھے بلکہ آپ نے جملہ مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر ان سے اس کے خلاف کوئی چیز ظاہر ہو تو وہ آپ کی اطاعت کے مکلف نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ شریعت اور حقیقت دونوں میں مسلم امام و مقتدا ہیں۔ اور مومنین کی اکثریت آپ کے ساتھ منسلک ہونے میں فخر محسوس کرتی ہے۔

بلاشبہ حضرت ابوبکر کی عدیم النظیر کامیابیوں میں ان کے ذاتی اوصاف کو بھی بڑی حد تک دخل تھا لیکن سب سے زیادہ اثر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک صحبت کا ہے جو متواتر بیس سال تک انہیں حاصل رہی بدیں امر مورخین و مصنفین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت صدیق کی عظمت کلیۃً حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی رہین منت ہے یہ آنحضرتؐ ہی کے فیضان کرم کا نتیجہ تھا کہ ان کی رگ رگ میں اسلام کی صداقت اور حقیقت سرایت کر گئی تھی ایمان صادق اور پختہ ترین ذوق یقین تھا جس کی بدولت ابوبکر جیسے صدیق و مصدق میں اس قدر جرأت اور عزیمت پیدا ہو گئی کہ آپ ہر اس پتھر کے ساتھ ٹکرا جانے کے لئے ہمہ وقت آمادہ رہتے تھے جس کا آپ کے صدق و خلوص کے راستے میں حائل ہونے کا امکان ہوتا تھا چنانچہ اسلام کی سربلندی اور اس کی حقانیت کی شناخت کے لیے جو موقف حضرت ابوبکر نے اختیار کیا اور حضرت رسالت مآبؐ کی رفاقت کے ذیل میں جو بلند پایہ خدمات انہوں نے انجام دیں وہ نہ صرف مجموعی طور پر آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک حضرت صدیق کے نام کو ابدالآباد تک زندہ رکھنے کے لئے کافی ہے۔ لہٰذا ابوبکر صدیق کی رفعت شان کو احاطۂ تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں کیونکہ اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر جو قربانیاں انہوں نے پیش کیں ان کا تعلق اصل میں دل سے اور اور دل کا علم صرف خدا ہی کو ہو سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بقیہ : آپ کے مسائل

رمی کا مسئلہ

مبشر بیگ ــــــ کراچی

س:۔ حج کے دنوں مزدلفہ گئے تھے وہاں سے چند احباب نے کنکریاں لانے کے بجائے ایک بڑا پتھر اٹھا لیا اور منیٰ میں اس کی کنکریاں بنائیں پھر شیطان کو مارنے کے لئے استعمال کیا۔ آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں بتلائیے کہ یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔ جب کہ کنکریاں کافی تعداد میں موجود تھیں۔

ج:۔ ایسا کرنا مکروہ ہے مگر رمی ہو گئی اور حج صحیح ہو گیا۔

سوال ۱۲:۔ حج کے لئے گئے تھے وہاں پر عمرہ تو کیا مگر رسول اللہ کے نام سے عمرہ نہیں کیا۔ ان صاحب کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ آپ بتلائیں کہ عمرہ کرنا ضروری تھا۔

ج:۔ ضروری نہیں تھا۔ اگر کرتے تو بہت اچھا تھا۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

ہوشیار
ہوشیار

قادیانیوں نے خواتین میں اپنا ارتدادی زہر پھیلانے کے لئے ایک ماہنامہ "مسرت ڈائجسٹ" کے نام سے گذشتہ پانچ سالوں سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا نوٹس لیا ہے اور وقتاً فوقتاً حکومت سے بھی مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے لیکن ابھی تک حکومت اس سلسلے میں خاموش ہے۔

یہ ڈائجسٹ نہ صرف فحاشی پھیلا رہا ہے بلکہ ڈائجسٹ کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔

لہٰذا ہم پاکستان کے تمام مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس ڈائجسٹ کو ہرگز نہ خریدیں اور کارکنان ختم نبوت اپنے اپنے علاقوں میں اس پر نظر رکھیں اور لوگوں کو آگاہ کریں۔

منجانب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

قادیانی، اسلام اور ملک کے دشمن ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی سے جوڑ دیا جائے۔ ہر قادیانی چاہے وہ ملازم ہو۔ دوکاندار ہو، تاجر ہو یا کسی بھی پیشے سے متعلق ہو وہ سب سے پہلے اپنی جماعت کا وفادار ہوتا ہے بعد میں کسی اور کا۔

یاد رکھیئے!

ہر قادیانی اپنی آمد کا دس فیصد اپنے مرکز میں جمع کراتا ہے اور اسی رقم کو قادیانی، مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کر رہے ہیں اور لین دین کر رہے ہیں تو گویا مسلمانوں کو مرتد بنانے میں آپ بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں۔

لہٰذا

غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ تمام مسلمان، قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ اپنے اپنے علاقہ میں مسلمانوں کو قادیانیوں کی دوکانوں اور ان کے کاروباری اداروں سے آگاہ کریں اور مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور انہیں قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

آپ بھی اپنے علاقے کے قادیانی دکانداروں، اداروں اور فیکٹریوں وغیرہ کے پتے ہمیں ارسال کریں۔
لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ ان کا قادیانی ہونا مصدقہ ہونا چاہیئے۔